Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp:150-178
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

INTERPERATIVE STYLE OF TIBYANUL QURAN

تبیان الفرقان کا تفسیری منہج و اسلوب

Sumera Perveen[1], Dr.Hafiz Fida Hussain[2], Prof.Dr.Abdul Ghafoor Awan[3]

ABSTRACT-Different Muslim scholars wrote Tafazeers of the Holy Quran in every age according to the need and circumstance in different languages in order guide the Muslims. The objective of this research paperis to study the style of Tibyanul Quran written in Urdu by Maulana Abdul Majeed Ludhyanvi. This is very important Tafseer. We have not only briefly written the biography of the author of this Tafseer but also highlighted the characteristics of Tafseer as well as the writing style of the author,e.g.,interpretation of quranic verses through quranic verses and quranic verses through sayings of Holy Prophet and his followers, interpretation of the issues of jurisprudence so that the readers may be able to understand these issues and their solutions easily.

Key words: Tibyanul Quran, writing style, Jurisprudence, interpretation of quranic verses.
Type of Study: **Original research paper**
Paper received: 10.09.2017
Paper accepted: 29.12.2017
Online published: 01.01.2018

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp:150-178
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

تعارف:

تاریخ شاہد ہے کہ رسول اکرم کے زمانہ سے لے کر آج تک ہر دور میں کبھی کم اور کبھی زیادہ علماء کرام نے تفسیر قرآن حکیم کو اپنا فریضہ سمجھا اور علوم قرآن سے متعلق تفاسیر مرتب کرتے ہوئے اپنی جانیں کھپا دیں۔ امت محمدیہ کو گمراہی سے بچانے کے لیے مختلف زبانوں میں وقت کے تقاضوں کے مطابق تفاسیر مختلف مناہج و اسلوب میں لکھی گئیں۔ عصر حاضر میں اردو زبان میں لکھی گئی تفاسیر میں مولانا عبدالمجید لدھیانوی کی تفسیر تبیان الفرقان بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ زیر تحقیق عنوان کا مقصد تبیان الفرقان کے تفسیری منہج و اسلوب کو نمایاں کرنا ہے ۔ اس لیے اس میں اس کے مولف کا تعارف اس کی خصوصیات بیان کرنے کے بعد اس کے تفسیری مناہج و اسلوب مثلاً مصادر نقلیہ کے ذریعے تفسیری اسلوب،جس میں قرآنی آیات کی تفسیر قرآنی آیات کے ذریعے قرآنی آیات کی تفسیر احادیث کے ذریعے، قرآنی آیات کی تفسیر اقوال صحابہ اور تابعین سے کی گئی ہے۔ فقہی مسائل بیان کرنے کا اسلوب عصری مسائل کو بیان کیا گیا ہے تاکہ قارئین کی توجہ مبذول ہو اور وہ ان اسلوبوں کو سمجھتے ہوئے ان سے بخوبی استفادہ ہوں۔

مولانا عبدالمجید لدھیانوی کے حالات زندگی:

مولانا عبدالمجید لدھیانوی (2015ء)جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا کے مفسر کبیر ، شیخ الحدیث ، مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ، دینی جماعتوں اور دینی مدارس کے سر پرست اعلیٰ اور اپنے وقت کے بے نظیر و بے مثال مشفق استاد اور مربی تھے۔ آپ کے حالات زندگی کا تعارف حسب ذیل ہے۔

پیدائش:۔

آپ بھارت کے ضلع لدھیانہ کی تحصیل جگراںوالہ کے قصبہ سلیم پور میں 5 جون 1934ء کو پیدا ہوئے۔ (1)

خاندانی پس منظر:

آپ آرائیں فیملی سے تعلق رکھتے تھے ۔آپ کے والد محترم حافظ محمد یوسف اپنے علاقے میں معزز ترین شخصیت کے مالک اور متوسط درجہ کے زمیندار تھے۔ کچھ عرصہ اپنے علاقہ کی جامع مسجد میں امامت کے فرائض بھی سر انجام دیتے رہے۔ آپ کی والدہ نوراں بی بی نہایت نیک اور خوش قسمت خاتون تھیں۔آپ کے چار بھائی اور تین بہنیں تھیں جوکہ انتقال کر چکی ہیں تاہم ان کی اولادیں زندہ ہیں۔ آپ کے تمام عزیز و اقارب شور کوٹ کینٹ اور اس کے اطراف میں رہائش پذیر ہیں۔ (2)

ابتدائی تعلیم و تربیت:۔

مسجدمیں ناظرہ قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ سلیم پور کے گورنمنٹ ہائی سکول میں اردو کی تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی۔ آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کی تربیت اس انداز سے کی کہ آپ بچپن ہی سے شریف الطبع اور اچھی عادتوں کے مالک تھے جب آپ آٹھویں جماعت میں تھے۔ تو تقسیم ملک کے ہنگامے شروع ہوئے جس کی وجہ سے آپ کو اپنا آبائی علاقہ اور آبائی سکول چھوڑنا پڑا۔(3)

بھارت سے ہجرت کرکے جب پاکستان آئے اور مستقل طور پر شورکوٹ کینٹ کے اطراف میں اپنے گھر والوں کے ہمراہ دیگر عزیز و اقارب کے ساتھ رہائش پذیر ہو گئے تو اپنی ادھوری تعلیم مکمل کرنے کے لیے یہاں کے موروثی پور سکول ٹوبہ ٹیک میں داخل ہوئے اور اپنی محنت سے مڈل کلاس کا امتحان اچھے نمبروں سے پاس کیا (4)

علوم دینیہ کا حصول :۔

آپ کا دل ہمیشہ علو م دینیہ کے حصول کے لئے بے چین رہتا تھا۔ آپ کو بچپن ہی سے بزرگوں کے ساتھ محبت تھی مدرسہ عربیہ دارالعلوم میں دو سال کی تعلیم کے بعد جامعہ اشرف الرشید روشن والا سے متوسط درجے کی کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد آپ کی قسمت جاگی اور آپ جامعہ قاسم العلوم ملتان میں آ گئے جہاں آپ کو علامہ انور شاہ کشمیری کے تلمیذ خاص مولانا عبدالخالق جیسے مایہ ناز اساتذہ ملے۔ جنہوں نے آپ کی تعلیم و تربیت نہایت شفقت اور توجہ سے کی ۔

شادی:۔

دوران تعلیم ہی 23نومبر 1951ء کو کمالیہ کے ایک کھاتے پیتے گھرانے کی ایک پارسا ۔اطاعت شعار ،ہم مزاج اور سلیقہ مند خاتون سے آپ کا نکاح ہو گیا۔ جس نے قدم قدم پر آپ کا بھر پور ساتھ دیا اور جہاں تک ہو سکا آپ کی مالی مدد بھی کی(5) آپ کی مالی تنگی کو آپ کی زوجہ محترمہ نے جس طرح دور کیا اس سلسلے میں مولانا منیر احمد منور کا ایک بیان پیش خدمت ہے ۔

"بس جیسے اللہ تعالیٰ نے حضور پاک ؐ کی مالی کمی کو حضرت خدیجہ کے ذریعے دور کیا۔ ایسے ہی آپ کی زوجہ نے آپ کے تعلیمی وسائل کی کمی کو پور کر دیا۔ (6)

تدریسی و علمی خدمات:۔

1955ء میں تعلیم سے فراغت کے بعد تدریس کا آغاز جامعہ قاسم العلوم ملتان سے کیا۔ آپ نے تقریباً 60 سال تدریس کو رونق بخشی جن میں تینتا لیس سال جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا میں تدریسی خدمات انجام دیں اس سے قبل جامعہ قاسم العلوم ملتان اور دارالعلوم کبیر والا میں بھی آپ کو تدریس کا موقع ملا۔(7) آپ کے علم و فضل کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی ۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو تقریر و تدریس کے ساتھ ساتھ گوہر شناسی اور افراد سازی کی زبردست صلاحیتوں سے نوازا تھا آپ اپنے شاگردوں میں چھپی ہوئی صلاحیتوں کی تربیت اس انداز سے کرتے کہ ان کے اندر علم و عمل کی جستجو اور لگن میں اضافہ ہو جاتانئے مدرسین کے لئے آپ کی تدریس کا یہ پہلو قابل غور ہے کہ آپ طلبہ کی نفسیات سے واقفیت رکھتے۔ آپ کا مطالعہ بہت ہی وسیع اور عمیق تھا۔ تفسیر و حدیث اور فقہ کی کتب کے خاص مقامات پر اختصار و جامعیت سے کام لیتے تھے۔آپ تربیت کو تعلیم کا لازمی حصہ سمجھتے تھے اور عملی سرگرمیوں پر آپ کی گہری نظر ہوتی تھی۔ اپنے دروس و خطبات میںآپ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو علم انسان کو ہدایت کی راہ نہیں دکھاتا وہ وبال جان ہے (8) آپ کے تدریسی اوصاف میں ایک وصف یہ بھی تھا کہ آپ اپنے شاگردوں اور ہم درس اساتذہ کو قناعت و خود داری کا سبق دیتے تھے۔ چونکہ دینی مدارس میں آنے والے اکثر طلبہ کی تربیت کے لئے ان آیات و احادیث پر کھل کر اکثر گفتگو فرماتے جن میں خودداری اور صبر و قناعت کا سبق ملتا ہے۔ صحابہ کرام کی مثالیں دیتے ہوئے فرماتے کہ صحابہ کرام کی اکثریت کے پاس تن ڈھانکنے کے لئے کپڑے نہیں ہوتے تھےلیکن ان مفلس صحابہ

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp:150-178
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

کرام کی ٹھوکروں سے دنیا کی بے شمار قومیں ان مفلوک الحال صحابہ کرام کے عزم قوی کے سامنے ریت کی دیوار ثابت ہوئیں۔ (9)

درس مشکوۃ شریف:-

آپ نے شوال 1377 ھ مشکوۃ شریف کا درس دینا شروع کیا اور آپ کی زندگی کا آخری سبق جو آپ نے باب العلوم کہروڑپکا میں پڑھایا وہ مشکوۃ شریف سبق تھا ۔اپنے حدیث شریف کے اسباق میں عام معاملات اور عملی زندگی والے ابواب پر کھل کر گفتگو فرماتے تاکہ طلبہ زندگی کے کسی میدان میں مایوس نہ ہوں اور ان کے اندر خود داری، خوداعتمادی ،ہمدردی و اخلاص اور دین پر مر مٹنے کاجذبہ پیدا ہو۔ (10)

سلسلہ درس قرآن کریم :-

جب آپ دارالعلوم کبیر والا میں تدریس کر رہے تھے مولانا عبدالخالق کی بڑی خواہش تھی کہ دارالعلوم میں نماز فجر کے بعد سال میں ایک بار قرآن کریم کا درس ہونا چاہیے متعدد اساتذہ پر تجربہ کرنے کے بعد مولانا کو حکم دیا کہ نماز فجر کے بعد قرآن کریم کے درس کا سلسلہ شروع کر دیں اپنے محترم استاد کے حکم پر عمل کرتے ہوئے سلسلہ درس قرآن کریم شروع فرمادیا آپ درس کی مکمل تیاری فرماتے ۔راتوں کو اٹھ اٹھ کر مختلف تفاسیر کا مطالعہ کرتے اور صبح کی اذان ہوتے ہی طلباء کو جگانا شروع کرتے تاکہ طلباء باجماعت نماز آسانی سے ادا کرنے کے بعد درس قرآن کریم میں شامل ہوں۔

آپ ایک سال میں مکمل قرآن کریم کا درس دیتے ۔کبیر والا میں گیارہ مرتبہ مکمل قرآن کریم کا درس دیا اور چار مرتبہ باب العلوم کہروڑ پکا میں دیا اس طرح آپ کے مکمل پندرہ مرتبہ قرآن کریم کے مکمل درس ہیں جو آپ کی زندگی کا عظیم سرمایہ ہیں۔ (11)

دینی مدارس و خانقاہوں کی سرپرستی:-

آپ نے اپنی زندگی کا پورا حصہ دینی خدمات میں وقف کر دیا ۔آپ نے دین کی اشاعت و تحفظ کی خاطر دینی مدارس اور خانقاہوں کی سرپرستی کی اور آپ کے شاگردوں کی لامحدود تعداد جن میں علماء صلحاء،مدرسین ،معتقدین اور مریدین وغیرہ شامل ہیں آپ کی سرپرستی میں تعلیم و تربیت حاصل کی ۔اسی طرح بے شمار دینی و دنیاوی مسائل کے حل میںآپ نے راہنمائی و مشاورت کی۔

تحریک ختم نبوت کے امیر :-

تحریک ختم نبوت سے آپ کو گہری انسیت و محبت تھی آپ کی اُنسیت کو دیکھتے ہوئے 5 مئی 2010 ء کو اراکین نے متفقہ طور پر آپ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ساتواں امیر منتخب کر لیا۔ آپ نے اس جماعت کی امارت سنبھالنے کے بعد اپنی ذمہ داریوں کو بخوبی نبھایا آپ مختلف کانفرنسوں اور اجتماعات میں تحفظ ختم نبوت کی خاطر شرکت کرتے آپ نے تحفظ ختم نبوت کی خاطر نہ صرف اندرون ملک کے اجتماعات اور کانفرنسوں میں شرکت کی بلکہ بیرون ملک انگلستان ، ہندوستان اور دیگر اسلامی ممالک میں بھی تشریف لے گئے ۔(12)

عملی زندگی:-

مولانا عبدالمجیدلدھیانوی زمین پر ان چند خوش نصیب لوگوں میں سے تھے۔جن کی وجہ سے خیر کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ آپ کی ذات بہت سی خوبیوں کا مرقع اور اعلیٰ سوچ کی حامل تھی جو علما

ء دیوبند کے کردار کی عکاسی کرتی تھی (13)آپ کے علم و عمل ، فکر و نظر اور افکار کا دائرہ بہت وسیع تھا جس کی وجہ سے ہزاروں لوگوں کو صحیح عقیدے کی دولت نصیب ہوئی ، آپ کی گفتگو ، چال ڈھال، عزم و استقلال شجاعت اور توکل غرض ہر خوبی بے مثال تھی۔ آپ کی زندگی کا ہر پہلو قابل عمل اور قابل تقلید نظر آتا ہے ۔ (14)

پُر وقار اور سادہ زندگی :۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے آپ نے اپنی پوری زندگی سادہ اور پُر وقار گزاری۔ عیش و عشرت اور آرام پسندی کی زندگی پسند نہ فرماتے۔ پورے ملک سے احباب اور مدارس کی طرف سے دعوتیں ملتیں ، بلا تکلف تشریف لے جاتے گھر ہو یا باہر جو سادہ اور ہلکا پھلکا مل گیا اس کو کھا لیا اور اگر طبیعت کا تقاضا نہ ہوا تو اس کو چھوڑ دیا۔ بہت دفعہ حکومت کی طرف سے ملک کے بڑے بڑے علما ء کے ساتھ آپ کو ناروے اور سویڈن جیسے ممالک کے دورہ کی دعوت ملی لیکن آپ نے اسے قبول نہ کیا۔ آپ کے مطابق جب یہ چارہ ڈالیں گے تو دودھ بھی نکالیں گے پھر ان کی باتیں سننی اور ماننی پڑیں گی جس کے لیے میرا ضمیر قطعاً نہیں مانے گا۔(15)

حج و عمرے:۔

مولانا حکیم العصر نے اپنے خطاب میں ایک مرتبہ فرمایاکہ دارالعلوم کبیر والہ میں جب میں پڑھتا تھا اس وقت سے میں نے پیسے جوڑنے شروع کر دیئے تاکہ سفر حج پر جایا جا سکے۔ دعائیں بھی بہت کیں لیکن اللہ کی طرف سے دیر تھی کوئی راستہ نظر نہ آیا مگر جب 1980ء سے یہ راستہ کھلا تو ایسا کھلا کہ ہر سال سعادت حاصل ہوئی۔ آپ نے 33 مرتبہ حرمین شریف کا سفر فرمایا جس میں آپ نے 21 حج اور 123 عمرے کیے۔

وفات:۔

آپ10ربیع الثانی 1436 ہجری بمطابق یکم فروری 2015 کو وفات پا گئے۔آپ کانماز جنازہ جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا کے مہتمم حاجی غلام محمد عباسی صاحب کے عباسیہ ماڈل سکول کے خوبصورت پلاٹ میں رکھا گیا ایک لاکھ سے زائد افراد نے شرکت کی جن میں اولیاء مشائخ محدث، مفسر نامور شخصیات نے شرکت کی ۔ صدر وفاق استاذ العماء مولانا محمد سلیم اللہ خان صاحب نے نماز جنازہ کی امامت کے فرائض سر انجام دیئے ۔

تفسیر تبیان الفرقان کا تعارف و خصوصیات:۔

مولانا عبدالمجید لدھیانوی جن کا شمار ان پاکباز ہستیوں میں ہوتا ہے جنہوں نے قرآن پاک کی عام فہم اور سادہ تفسیر کرکے عوام الناس کو کلام الہٰی سے روشناس کرایا۔ تفسیر تبیان الفرقان با محاورہ ترجمہ کے ساتھ نہایت سادہ تفسیر ہے۔ ہر آیت کی تفسیر و تشریح ایسے محققانہ انداز میں ہے کہ مشکل اور پیچیدہ موضوع ہونے کے باوجود ہر آیت کا معنی و مفہوم ، مطلب شان نزول ما قبل و ما بعد سے ربط ، صرف و نحو سے متعلقہ ابحاث کا آسان حل ۔ عقیدہ و نظریہ اور تصوف و سلوک سے متعلقہ مباحث کی وضاحت جیسی تمام خوبیاں اپنے دامن میں لیے بے مثل تفسیر ہے ۔

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp:150-178
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

حضرت شیخ الہند محمود حسن جب مالٹا کی قید سے رہائی کے بعد واپس تشریف لے آئے تو فرمایا میں نے مالٹا کی قید کے دوران امت مسلمہ کی پستی کے اسباب سوچنے کے بعد دو اسباب تلاش کیے۔

(1) تعلیمات قرآنیہ سے دوری

(2) باہمی اختلاف ان دو چیزوں نے پوری امت مسلمہ کو پستی و زوال کے راستے پر ڈال دیا ہے۔ (16) آپ کے لائق تلامذہ نے ان اسباب کو دور کرنے کے لئے پورے برصغیر میں سلسلہ درس قرآن کریم کا آغاز کیا جن میں مولانا احمد لاہوری ، عبیداللہ سندھی ، شبیر احمد عثمانی ، سید احمد مدنی ، مولانا اشرف علی تھانوی اور ان کے تلامذہ نے پورے بر صغیر میں سلسلہ درس قرآن کریم کا آغاز کیا۔اسی سلسلہ کو آگے بڑھاتے ہوئے مولانا عبدالمجید نے اپنے استاد محترم مولانا عبدالخالق کے حکم پر درس قرآن کریم کا آغاز کیا۔آپ نے دن رات محنت کرکے ایک سال کے اندر درس قرآن کریم کی تکمیل کی۔ (17) آپ کے اس درس کو پہلے کیسٹوں کی شکل میں محفوظ رکھا گیا پھر آپ کے حکم پر اس کو تفسیر تبیان الفرقان کے نام سے کتابی شکل دی گئی ۔جسے پڑھ کر یقینی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ منفرد انداز کے حامل یہ دروس علم تفسیر کی دنیا کا ایک قیمتی خزانہ ہیں ۔اس کی پہلی چار جلدیں مفتی ظفر اقبال چیچہ وطنی کے زیر اہتمام طبع ہوئی تھیں ۔پانچویں جلد سے اسکی طباعت کا اہتمام حافظ عبدالرشید اور ترتیب و تخریج فاضل نوجوان عمیر شاہین کے سپرد ہوئی مولانا اس تفسیر کی مکمل جلدوں کی اشاعت کے لئے بہت زیادہ فکر مند تھے لیکن ابھی آٹھویں جلد پر کام ہو رہا تھا کہ آپ اس دُنیا سے رخصت ہو گئے ۔لیکن اب یہ تفسیر مکمل10 جلدوں میں ہے۔ (18)

تفسیر کا نام اور وجہ تسمیہ :

تفسیرکے نام کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے عمیر شاہین فرماتے ہیں جب آپ حج پر جانے لگے تو بندہ نے عرض کیا کہ تفسیر کا نام تجویز فرمادیں لیکن آپ نے خاموشی اختیار فرمائی ۔جب آپ حج سے واپس تشریف لے آئے تو فرمانے لگے کہ میں حرم کی طرف جا رہا تھا ۔اس وقت اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اس تفسیر کا نام "تبیان الفرقان"ڈالا۔ اس وجہ سے اس تفسیر کا نام تبیان الفرقان رکھا گیا۔ (19) اسی طرح ایک مرتبہ فرمانے لگے بیٹا عمیر! میں سردیوں کی رات میں دوڈھائی بجے اٹھ کر بہت سی تفسیریں دیکھ کر بڑی محنت اور عرق ریزی کے ساتھ درس کی تیاری کر تا تھا ۔میری زندگی کا سب سے بڑا سرمایہ یہ تفسیر ہے قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ پوچھیں گے تو میں اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ تفسیر پیش کروں گا کہ یا اللہ میں یہ تیرے قرآن پاک کی خدمت میں لایا ہوں۔(20)

تفسیرتبیان الفرقان کی خصوصیات:۔

تفسیر تبیان الفرقان مولانا عبدالمجید لدھیانوی کی تفسیر ہے یہ تفسیر دورِ جدید میں اپنی مثل آپ ہے ۔اس تفسیر کی نمایاں خصوصیات ہیں جس میں با محاورہ ترجمہ عام فہم اور سادہ انداز،سورتوں کا تعارف اور شان نزول ،آیات کا معانی و مفہوم ، پیچیدہ اور مشکل موضوع کی وضاحت، لفظی تحقیق،تطبیق بین الآیات ،صرفی نحوی اور لغوی تحقیق، مکی مدنی سورتوں کی تقسیم اور ان کے مفہوم کی وضاحت ،امثال سے وضاحت ،سورتوں اور آیات کا ماقبل و مابعد سے ربط، خلاصہ مضامین،فصاحت و بلاغت ، حقانیت قرآن پر واضح دلیلوں کی مثالیں، گزشتہ امتوں پر عذاب کے واقعات کا تفصیلی ذکر اور استفہامیہ و استعجابیہ اندازوغیرہ قابل ذکر ہیں۔اسی طرح مولانا عبدالمجید لدھیانوی نے مختلف انداز میں تفسیر

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp:150-178
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

کرکے اپنی تفسیر کو مقبول و معروف بنا دیا ہے اور اس میں تمام طرح کے تفسیری اوصاف اسلوب اور وضاحتیں بیان کر دی ہیں گویا کہ قارئین اس کو بخوبی سمجھ سکیں اور اس سے زیادہ مستفید ہوسکیں۔

تبیان الفرقان کا تفسیری منہج و اسلوب

مصادر نقلیہ کے ذریعے تفسیر کرنے کا اسلوب :.

مولانا عبدالمجید لدھیانوی نے مصادر نقلیہ کے ذریعے قرآن مجید کی تفسیر کی ہے۔ جس میں اولین مصدر تفسیر قرآن بالقرآن ہے آپ نے جن قرآنی آیات کی ہے ان میں چند ایک کی مثالیں درج ذیل ہیں ۔

(صِرَاطَ الَّذِ ینَ اَنعَمتَ عَلَیهِم) (21) ۔

(ہمیں ان لوگوں کا راستہ دکھا جن پر تیرا انعام ہوا)

اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بتا رہے ہیں کہ ہم ان لوگوں کے راستے پر چلنے کی دعا کریں جن پر اللہ تعالیٰ کی نعمت ہوئی اب ہمیں یہ معلوم نہیں کہ اس آیت میں انعام خداوندی پانے والے کون لوگ ہیں جو معلوم کرکے ہم ان کے راستے پر چلیں۔ اس کی وضاحت ہمیں سورۃ النسا ء کی اس آیت سے کرتے ہیں۔

(وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰئِک مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّ یْقِیْنَ وَالشُّھَدَ آ ءِ وَالصّٰلِحِیْنَ)(22)

اور جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرے یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء ۔ صدیقین ، شہدا ء اور صالح لوگ) چنانچہ جن لوگوں کے راستہ پر چلنے کی ہدایت کی گئی ہے وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ؐ کی اطاعت کرنے والے لوگ ، انبیاء ، صدیقین ، شہداء اور نیکو کار لوگ ہیں ۔

(قُلْ یٰٓاَ ھْلَ الْکِتٰبِ تَعَا لَوْا اِ لٰی کَلِمَۃٍ م سَوَ آ ءٍ م بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمْ) (23)

(آپ کہہ دیجئے اے کتاب والو ! آ جاؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے)۔

مولانا عبدالمجید لدھیانوی اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کی آیت کی ابتدا میں اہل کتاب کا ذکر ہے۔ اب قرآن مجید میں بہت سی ایسی آیات ہیں جن میں اہل کتاب کا ذکر کیا گیا ہے ۔ اب اس میں تردد کی بات ہے کہ اہل کتاب سے کون سی کتاب مراد ہے ؟اور اہل کتاب کون لوگ ہیں ؟ کیونکہ قرآن پاک کو بھی تو کتاب کہا گیا ہے۔ اور باقی تمام انسانی اور رحمانی کتابوں کو بھی تو کتاب کہتے ہیں۔ تو قرآن با لقرآن آیت کی تفسیر کے ذریعے اس کی وضاحت ہوتی ہے کہ کتاب اور اہل کتاب سے کون لوگ مراد ہیں؟

جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔

(مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوالْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ) (24)

اور وہ لوگ جو تم سے پہلے کتاب دیے گئے۔

اس آیت سے اولین آیت میں مذکور اہل کتاب کی وضاحت ہو رہی ہے کہ اہل کتاب سے ہندو ، سکھ یا مسلمان مراد نہیں ہیں بلکہ کتاب سے مراد پہلی آسمانی کتابیں ہیں جس میں انجیل و توریت شامل ہیں۔

اور اہل کتاب عیسائی اور یہودی ہیں (25)

(وَالسَّا رِقُ والَسّارِقَۃُ) (26)

(چوری کرنے والا مرد اور چوری کرنے والی عورت)

آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مولانا عبدالمجید لدھیانوی بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں جہاں جرائم کا ذکر کیا ہے وہاں جرم کی نوعیت کے لحاظ سے جس جرم کے اندر جس کی قباحت زیادہ ہے۔ اس کو اولیت دی گئی ہے مولانا مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "وَالسَّارِقُ" میں مذکر کا صیغہ چوری کرنے والا مرد اور بعد میں عورت کا ذکر کیا ہے کیونکہ چوری مرد کی طرف سے زیادہ قبیح ہے عورت کے مقابلے میں اور سورۃ نور میں آیا ہے۔

الزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیْ) (27)

(وہ عورت جو زنا کرے اور وہ آدمی جو زنا کرے)

چونکہ زنا عورت کی طرف سے زیادہ قبیح ہے اس لیے اس آیت کی ابتدا میں عورت کا ذکر آیا ہے۔ (28)

(وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلآَءِکَۃِ اسْجُدُوْ ا لِاٰدَمَ فَسَجَدُ وْ اِلَّآ اِبْلِیْسَ ط اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَ کَانَ مِنَ لْکٰفِرِیْنَ) (29)

(اور جب ہم نے فرشتوں کو کہا کہ تم سجدہ کرو آدمؑ کو تو انہوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور ہو گیا وہ کافروں میں سے)

مولانا عبدالمجید لدھیانوی تفسیر قرآن باالقرآن کا اسلوب اختیار کرتے ہوئے اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: جب فرشتوں کو حکم دیا گیا کہ آدم ؑ کو سجدہ کرو تو اس وقت ابلیس جو کہ جنوں میں سے تھا کو بھی حکم دیا گیا کہ آدم ؑ کو سجدہ کرو اس کا حکم دینا دلالۃ ثابت ہوتا ہے کیونکہ آگے ذکر ہے کہ ابلیس نے سجدہ نہ کیا۔ گویا اس کو بھی حکم دیا گیا ہو گا کہ وہ آدم ؑ کو سجدہ کرے اللہ تعالیٰ کے حکم کے بعد فرشتے تو سجدہ میں گر گئے لیکن ابلیس نے تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے ہو گیا۔

اس آیت میں دو باتوں کا مفہوم واضح نہیں ہو رہا پہلی یہ کہ کیا ابلیس کو بھی اللہ تعالیٰ نے سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا ؟ اور دوسری یہ کہ ابلیس نے تکبر کیوں کیا ؟ اب اسی آیت کی تفسیر کے دوران مفسر قرآن مجید کی دوسری آیات جن سے ان دو باتوں کا مفہوم ظاہر ہوتا ہے۔ جیساکہ بیان کرتے ہیں:

(قَا لَ مَا مَنَعَکَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَ مَرْ تُکَ ط قَا لَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ ہ) (30)

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا کس چیز نے روکا تجھے سجدہ کرنے سے جب میں نے تجھے حکم دیا تھا ابلیس نے کہا کہ میں اس آدم سے بہتر ہوں پیدا کیا تونے مجھے آگ سے اور پیدا کیا اس آدم کو مٹی سے)

اگرچہ کسی آیت کے اندر یہ صراحتاً نہیں آیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو کہا تھا کہ تو سجدہ کر پھر اس نے انکار کیا لیکن اِذْاَاَمَرتکَ کا لفظ یہ بتاتا ہے کہ سجد ہ کا حکم جب فرشتوں کو ہوا تھا تو اس میں یہ ابلیس بھی شامل تھا۔ اور دوسری بات جو مذکورہ بالا آیت میں اس بات کی وضاحت نہیں کرتی کہ ابلیس نے تکبر کیوں کیا؟ اس بات کاجواب بھی اس آیت میں خود اللہ تعالیٰ کے ابلیس کے ساتھ کلام سے ہو رہا ہے کہ تجھے کس بات نے سجدہ کرنے سے روکا؟ پھر ابلیس کا جواب کہ میں آدم سے بہتر ہوں

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp:150-178
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

کیونکہ مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم ؑ کو مٹی سے ۔ اس بات کا جواب بھی تکبر کیا تھا کہ وہ مٹی سے پیدا کیا گیا تھا۔ مذکورہ آیت کی وضاحت قرآن با القرآن کرکے بالکل واضح کر دیا ہے کہ ابلیس کا آدم ؑکو سجدہ نہ کرنے کی وجہ کیا تھی اور فرشتوں کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو بھی سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا۔(31)

(قَالَ كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ) (32)

(موسیٰ ؑنے کہا کہ ہرگز نہیں بے شک میرے ساتھ میرا رب ہے عنقریب وہ مجھے راستہ دکھائے گا)

مولانا عبدالمجید لدھیانوی بیان کرتے ہیں جب حضرت موسیٰ ؑکے لشکر کے پیچھے فرعونیوں کا لشکر تھا چنانچہ جب ایک صبح موسیٰ ؑاپنے لشکر کے ساتھ سمندر کے کنارے پہنچے تو فرعونیوں کا لشکر تعاقب کرتے ہوئے نزدیک پہنچ گیا اب بنی اسرائیل والے گھبرا گئے اور موسی ؑسے کہنے لگے کہ اب تو ہم پکڑے گئے لیکن موسیٰ نے فرمایا ہم ہر گز نہیں پکڑے جائیں گے۔(33)

اس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی کو اللہ پر بہت یقین ہوتا ہے جس طرح محمد ؐنے جب وہ حضرت ابوبکرؓ کے ہمراہ غار میں تھے۔اور حضرت ابوبکر صدیقؓ غار کے دھانے کفار کے قدموں کی چاپ سن کر گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ اگر کفار نے نیچے کی طرف دیکھ لیا تو ہم پکڑے جائیں گے جس پر آپؐ نے فرمایا ۔

(لَا تَحْزَ نْ اِ نَّ اللہَ مَعَنَا) (34)

(غم نہ کرو بے شک ہمارے ساتھ ہمارا اللہ ہے)

مذکورہ بالاآیت کی تفسیر میں آیت قرآن باالقرآن کے ذریعے وضا حت کرتے ہوئے بتا رہے ہیں کہ نبیوں کی صفات آپس میں مشترک ہوتی ہیں۔ اور انہیں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہوتا ہے اس آیت میں مفسر نے حضرت موسیٰ ؑ اور حضرت محمد ؐکے اللہ تعالیٰ پر بھروسے کو مشترکہ صفت کے ضمن میں بیان کیا ہے۔ اس میں جمع اور واحد کے صیغے موقع محل کے مطابق آجاتے ہیں جیسے حضور نے ''اِ نَّ اللہَ مَعَنَا'' وہاں حضور نے جمع کا صیغہ بولا ہے اور یہاں "اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ" ''میرے ساتھ میرا رب ہے "(35)

مولانا عبدالمجید لدھیا نوی نے آیت کی تفسیر میں تفسیر قرآن بالقرآن سے کام لیتے ہوتے ہوئے مجمل آیات کے مفہوم کی وضاحت مفصل آیات سے کر دی ہے۔ مطلق کو مقید پر محمول کیا ہے اور جہاں جہاں دو الگ الگ حکم آئے ہیں۔ لیکن ان کا سبب ایک ہے تو اس کو نہایت خوش اسلوب اور عام فہم انداز میں بیان کر دیا ہے۔ اور مطلق کو مقید پر محمول کیا ہے۔

اولین مصدر قرآنی آیات کے ذریعے قرآنی آیات کی وضاحت تھا ۔ اب دوسرا مصدر احادیث نبوی کے ذریعے قرآنی آیات کی وضاحت ہے ۔جس کی چند مثالیں درج ذیل قرآن پاک میں آیا ہے کہ:

(قُلْ اِنْ اَدْرِیْٓ اَقَرِیْب'' مَّا تُوْعَدُوْنَ) (36)

(آپ کہہ دیجئے میں نہیں جانتا جس چیز کا تم وعدہ دئے جاتے ہو)

اس آیت کی تفسیر میں مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ جب بھی رسول ؐمشر کین کو آخرت یاد دلاتے یا ان کی کوتاہیوں کی سزا ملنے کا دن بتاتے تو وہ پوچھتے کب آئے گا وہ دن کس کے متعلق آپ ہمیں کہتے ہیں تو اس کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے یوں فرمایا تھا۔

حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ ''جب آپ ؐسے قیامت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ؐنے فرمایا کہ جس سے پوچھا جا رہا ہے قیامت کے متعلق وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا ''۔ (37)
اسی طرح قرآن پاک کی ایک اور آیت جو کہ عدل کے بارے ہے کی وضاحت اس طرح کرتے ہیں۔
(وَ اِذَ ا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّا سِ اَنْ تَحْکُمُوْ ا بِا لْعَدْلِ) (38)
(اور جب تم فیصلہ کرو لوگوں کے درمیان تو فیصلہ کیا کرو عدل کے ساتھ)
مولانا اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں عدل کیا کرواوریہ عدل ہی کامیابی کا ضامن ہے کیونکہ اگر دنیا سے انصاف ختم ہو جائے تو کہیں بھی امن قائم نہیں رہ سکتا امن تب ہی قائم ہوگا۔ اور جو شخص عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے اس کیلئے بہترین اجر ہے (39)
نیز عدل کرنے والے کی فضلیت بیان کرتے ہوئے آپ ؐ کی یہ حدیث بیان کرتے ہیں :
"حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا خاص سایہ نصیب کرے گا۔ اس دن جب اس کے سائے کے علاوہ کوئی اور سایہ نہیں ہو گا ایک عادل حکمران دوسرا وہ نوجوان جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے نشو و نمائی پائی ۔ ایک وہ شخص جس کا دل مسجد کے ساتھ معلق رہتا ہو اور وہ افراد جو اللہ تعالیٰ کے لئے ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں اسی حالت میں جدا ہوتے ہیں۔ اور ایک وہ شخص جسے کوئی خوبصورت اور صاحب حیثیت عورت اپنی طرف گناہ کی دعوت دے اور وہ یہ جواب دے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور ایک وہ شخص جو صدقہ کرے اور اسے اتنا خفیہ رکھے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو یہ پتہ نہ چل سکے کہ دائیں نے کیا خرچ کیا ہے۔ اور ایک وہ شخص جو تنہائی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں ''۔ (40). قرآن پاک میں آیا ہے
وَوَصَّیْنَا الْإنسَانَ بِوَالِدَیْہِ إِحْسَاناً حَمَلَتْہُ أُمُّہُ کُرْہاً وَوَضَعَتْہُ کُرْہاً وَحَمْلُہُ وَفِصَالُہُ ثَلَاثُونَ شَہْراً) (41)
(ہم نے تاکیدی حکم دیا انسان کو اس کے والدین کے متعلق اچھا برتاؤ کرنے کا اٹھایا اس کو اس کی ماں نے اس حال میں کہ وہ مشقت اٹھانے والی تھی ۔اور وضع کیا اس کو اس حال میں کہ وہ مشقت اٹھانے والی تھی۔اور اس کو اٹھانا اور اس کا جدا کرنا تیس مہینے میں ہے)
اس آیت کی وضاحت کے لئے مولانا عبدالمجید نے درج ذیل احادیث بیان کی ہیں۔
''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں میں نے نبی کریم ؐسے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کونسا عمل زیادہ محبوب ہے؟ آپ نے فریا یا : نماز کو وقت پر ادا کرنا میں نے عرض کی پھر کونسا؟ آپؐنے فرمایا والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا میں نے عرض کی پھر کونسا ؟ آپ نے فرمایا : جہاد کرنا''۔(42)
چونکہ اس آیت میں والدین سے حسن سلوک کرنے کے ساتھ والدہ کی مشقت کو بیان کیا گیا ہے۔جس کی بناء پر والدہ اچھے سلوک کی زیادہ مستحق بنتی ہے۔ اس لئے دوسری حدیث بیان کی کہ:
''حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص بنی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا !میرے اچھے سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے۔ یا رسولؐ آپ ؐنے فرمایا تمہاری والدہ ۔ اس نے دریافت کیا پھر کون ہے آپ ؐنے فرمایا تمہاری والدہ اس نے دریافت کیا پھر کون ہے نبی کریم ؐنے فرمایا تمہاری والدہ اس نے پھر دریافت فرمایا نبی کریم ؐنے فرمایا تمہارا والد ''۔(43) ۔

اس حدیث میں تین درجے ماں کے ذکر کیے گئے ہیں اور چوتھا باپ کا۔ کیونکہ آیت قرآنی میں بھی عورت کی تین تکلیفیں ذکر کی گئی ہیں۔جو عورت اٹھاتی ہے۔ اس بناء پر ماں خدمت کی زیادہ حق دار ہے باپ سے لیکن اطاعت اور فرمانبرداری باپ کی زیادہ ہو کیونکہ بیوی جو کہ ماں ہوتی ہے اپنے شوہر کی فرمانبردار ہے اور جہاں خدمت گزاری کا معاملہ ہوگا وہاں ترجیح ماں کو ہے۔

اقوال صحابہ و تابعین کی مثالیں:

ایک ایسی تفسیر جس میں انسان کی عقل کو دخل ہو اور اسے روایت کرنے والے صحابیؓ نے آنحضرتؐ اس کی طرف بھی منسوب نہ کیا ہو تو اسے موقوف قرار دیا جائے گا اور صحابہ کرام کی تفسیر نبی کریم ؐکے زیادہ قریب اور قابل اعتماد ہوتی ہے کیونکہ انہوں نے خود رسول اللہ ؐسے براہ راست سنا اور سیکھا ہوتا ہے وہ اس وقت کے حالات سے بھی بخوبی آگاہ ہوتے ہیں۔جن حالات میں قرآن پاک کا نزول ہو رہا تھا۔اور ان میں بعض صحابہ کرامؓ تفسیر القرآن میں خاصی مہارت رکھتے تھے جس میں حضرت ابو بکر صدیقؓ ، حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ حضرت علی المرتضیؓ ، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ، حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ اور حضرت ابی بن کعبؓ وغیرہ شامل ہیں۔(44)
پھر مولانا عبدالمجید لدھیانوی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ صحابہ کی رائے کو حضور ﷺ کے زمانے سے ہی مقدم رکھا گیا ہے جیسا کہ روایت ہے کہ:
’’حضور ﷺ نے جب معاذبن جبل کو یمن کی طرف قاضی بنا کر بھیجا تو آپ ﷺ نے پوچھا اے معاذ لوگوں میں کس طرح فیصلہ کرو گے تو فرمایا کہ اگر تم اس میں کسی بات کو نہ پاؤ تو پھر کس طرح فیصلہ کروگے جواب دیا پھر میں سنت رسول ﷺ سے فیصلہ کروں گا۔ پھر آپ ﷺ اگر اس میں سے بھی نہ ملے تو کیا کرو گے ؟ تو اُنھوں نے عرض کیا پھر میں اپنی رائے سے جہاد کروں گا۔ اس پر آپ ﷺ بہت خوش ہوئے‘‘۔ (45)
مولانا نے قرآن پاک کی تفسیر مصادر نقلیہ کے ذریعے کرتے ہوئے پہلے قرآن پاک کی ایک آیت کی تفسیر دوسری آیت سے کی ہے پھر احادیث نبویہ ؐکے بعد تفسیر با اقوال صحابہ سے کی ہے جس میں صحابہؓ کے معیار فضیلت اطاعت و فرمانبرداری ، جاں نثاری ، اور ان کی روایات کے ذریعے قرآنی آیات کا مفہوم واضح کیا ہے مولانا تفسیر قرآن میں سے پہلے قرآنی آیات لاتے ہیں اور پھر تفسیر قرآن بالصحابہؓ کا اسلوب اختیار کرتے ہوئے اس آیت کی وضاحت صحابہؓ کے کسی قول اور کسی واقعے کو بیان کرکے اس آیت کا مفہوم واضح کرتے ہیں۔
صحابہ کی جانثاری اور جوش و جذبہ کی مثال اس طرح بیان کی ہے ۔
(وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ۔) (46)
(اور ترجیح دیتے ہیں یہ اپنی جانوں پر اگرچہ ان کو خود فاقہ ہی ہو)
اس آیت کی تفسیر میں مولانا صاحب حضرت ابوطلحہ انصاری کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ:- ’’وہ ایک بار آپؐ کے مہمان کو اپنے گھر لے گئے اور بیوی سے کہا کہ ان کے لئے کھانا لاؤ ۔بیوی نے جواب دیا کہ کھانا صرف اتنا ہے کہ بچے کھا کر سو سکتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ بچوں کو کسی طرح بہلا پھسلا کر سلا دینا ۔اور جب مہمان کے سامنے کھانا رکھو تو بتی بجھا دینا اور ہم ایسے ہاتھ منہ کو حرکت دیتے رہیں گے تاکہ مہمان سمجھے کہ ہم بھی اس کے ساتھ کھانا کھا رہے ہیں۔تو ان کی بیوی نے ایسا ہی کیااس طرح

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp:150-178
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

مہمان سارا کھا نا کھا گیاوہ دونوں اور ان کے بچے بھوکے سو گئے۔اللہ تعالیٰ کو ان کا یہ عمل بہت پسند آیا۔صبح جب یہ صحابی حضورؐ کی خدمت میں پہنچے تو یہ آیت نازل ہو چکی تھی۔‘‘ (47)

قرآن مجید اور احادیث صحیحہ اقوال صحابہؓ پر مقدم ہیں۔مولانا حضرت ابن عباسؓ کے اس بیان کی مثال دیتے ہیں۔

"حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ زخمی ہو گئے۔تو حضرت صہیب روتے ہوئے آئے اور کہنے لگے ہائے میرے بھائی حضرت عمرؓ نے فرمایا اے صہیب تم مجھ پر رو رہے ہو حالانکہ رسول ؐ نے فرمایا ہے میت کے گھر والوں کے سامنے رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے جب حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عمرؓ پر رحم فرمائے خدا کی قسم رسول ؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ گھروالوں کے رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے۔اور تمہارے لیے قرآن مجید کی یہ آیت کافی ہے ۔ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى) الزمر: 7) " اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا‘‘۔(48)

سورت طور کی آیت میں ہے۔

(اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِع‘‘)(49) (بے شک آپ کے ر ب کا عذاب ضرور واقع ہونے والاہے)

مولانا عبدالمجید لدھیانوی بعض آیات کی تفسیر ان آیات کا مفہوم اقوال صحابہؓ سے واضح کرتے ہیں جیسے اس آیت کی تفسیر کے آغاز میں مولانا بتا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو پیدا فرمایا ہے جو عظیم الشان ہیں اور کائنات میں بڑی چیزیں ہیں اس کی قدرت سے باہر نہیں ہیں جب قیامت قائم ہوگی تو اسے کوئی بھی رفع کرنے والا نہیں ہوگا۔مزید اس آیت کا مفہوم صحابی حضرت جبیر بن معطمؓ کے بیان کردہ واقعہ سے واضح کرتے ہیں۔

’’حضرت جبیر بن معطمؓ نے بیان کیا کہ میں مدینہ منورہ میں حاضرا ہوا تاکہ رسول ﷺ سے بدر کے قیدیوں کے بارے میں گفتگو کروں میں آپ ﷺ کے قریب پہنچاتو آپ ﷺ مغرب کی نماز پڑھا رہے تھے اور مسجد کے باہر آپ ﷺ کی آواز آرہی تھی میں نے والطورسے لیکر مالہ من رافع تک آپ ﷺ کی قرات سنی تو ایسے معلوم ہوا کہ جیسے میرا دل پھٹا جا رہا ہے میں عذاب نازل ہونے کے ڈر سے مسلمان ہوگیا ۔میں ایسا خوفزدہ ہوا کہ یوں سمجھنے لگا کہ گویا یہاں سے اٹھنے سے پہلے ہی عذاب میں مبتلا ہو جاؤ ں گا‘‘۔(50)

درج بالا مثالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مولانا عبدالمجید لدھیانو ی نے اپنی تفسیر تبیان الفرقان میں مصادر نقلیہ سے استفادہ کر کے آیات کے معنی و مفہوم ، شان نزول اور ان کی تفسیر و توضیح نہایت مؤثر ، معنی خیز اور عام فہم انداز میں کی ہے۔ آپ کا یہ مصاد ر نقلیہ کے ذریعے تفسیر کرنے کا اسلوب نہایت دلنشین اور پر اثر ہے کیونکہ آپ نے مبہم آیات کی وضاحت اور تشریحی دشواریوں میں تفسیر قرآن بالقرآن ،تفسیر قرآن بالحدیث تفسیر اقوال صحابہ و تابعین کو مدنظر رکھ کر قرآن پاک کی تفسیر کو پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp:150-178
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

ربط آیات بیان کرنے کا اسلو ب

مولانا عبدالمجید لدھیانوی نے جو تفسیری اسلوب اختیار کیے ہیں ان میں ایک اسلوب قرآن پاک کی آیات کا دوسری آیات سے ربط بیان کرنا ہے۔مولانا عبدالمجید ربط آیات ما قبل و مابعد سے تعلق کی وضاحت بڑی خوش اسلوبی سے کرتے ہیں۔ ذیل میں چند مثالیں ذکر کی جاتی ہیں۔

(اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَ آ ء'' عَلَیْہِمْ ءَ اَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنذِرْ ھُم لا یوُ مِنُوْنَ) (51)

(بیشک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا برابر ہے ان پر تو انھیں ڈرائے یا نہ ڈرائے یہ ایمان نہیں لائیں گے)

اس آیت کا ماقبل آیات سے ربط بیان کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ سورۃ البقرہ کی ابتدا سے ''المفلحون '' تک پانچ آیتیں ہیں ان پانچ آیات میں اللہ تعالیٰ نے چشمہ ہدایت کی نشاندہی فرماکر ''مھتدین '' متقین کا حال بیان کیا ہے کہ جو اس چشمہ ہدایت سے سیراب ہوتے ہیں اور اس کتاب سے ہدایت حاصل کرتے ہیں وہی متقی ہیں وہی مفلح ہیں پھر ان کے عقائد ان کے اعمال اور انجام کا بتایا گیا ہے کہ متقین کا حال یہ ہوتا ہے کہ یومنون بالغیب ان کے اعمال ویقیمون الصلوۃ اور ان کا انجام ''و اولئک ھم المفلحون '' کہ یہی متقین فلاح پانے والے ہیں پھر دوسرے نمبر پر کافروں کے ایمان اور انجام کا ذکر کیا گیا ہے ۔ ان کے بارے میں کہا گیا سَوَ آ ء'' عَلَیْہِمْ ءَ اَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنذِرْ ھُم لا یوُ مِنُوْنَ برابر ہے ان کے لیے آپ انہیں ڈرائیں نہ ڈرائیں یہ ایمان نہیں لائیں گے۔ پھر کافروں کے انجام کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ 'ولھم عذاب عظیم' ''اور ان کے لیے درد ناک عذاب ہے'' اور تیسرے نمبرپر اس گروہ کا ذکر آیا ہے کہ جو نہ تو مسلمان ہیں اور نہ ہی کافر بلکہ منافق ہیں جو بظاہر تو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں جیسا کہ کافروں کے بعد ان کے بارے آیا ہے۔

(وَ مِنَ ا لنَّا سِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰ مَنَّا بِا للّٰہِ وَ بِا لْیَوْ مِ ا لْاٰ خِرِ وَماَ ھُمْ بِمُوءْ مِنِیْنَ ہ) (52)

(لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ پر اور قیامت پر ایمان لائے اور وہ ایمان لانے والے نہیں)

ان آیات میں منافقین کی چالبازیاں ''یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا'' وہ چالبازیاں کرتے ہیں اللہ سے اور ان لوگوں سے جو ایمان لائے ''۔ منافق کی نشانیاں '' کہ جب وہ ایمان والوں سے ملتے ہیں کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیاطین سے ملتے ہیں تو مکر جاتے ہیں۔ منافق کی مثال قرآن پاک میں اس طرح ہے:

(مَثَلُھُمْ کَمَثَلِ الّذِی اسْتَوْا قَدَ نَا رًا فَلَمَّآ اَضَآءَ تْ مَا حَوْلَہ‘ ذَ ھَبَ ا للّٰہُ بِنُوْرِ ھِم وَتَرَ کَھُمْ فِیْ ظُلُمٰتٍ لَّا یُبْصِرُوْنَ ہ) (53)

(ان کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی جب روشن کر دیا اس شخص کے ارد گر د کو تو لے گیا اللہ ان کے نور کو اور چھوڑ دیا ان لوگوں کو اندھیروں میں ایسے حال میں کہ وہ دیکھتے ہیں)

ما قبل و مابعد سے ربط آیات بیان کرتے ہوئے مولانا عبدالمجید لدھیانوی بیان کرتے ہیں کہ سورۃ البقرہ کی ابتدائی آیات میں متقین کی صفات اور ان کا انجام بتایا گیا تھا پھر کافروں کی نشانیاں اور ان کے انجام کے بارے بتایا گیا تھا۔ اب یہاں منافقین کی نشانیاں، مثالیں ، ان کی چالبازیاں اور آخر میں ان کے بارے ایسے شخص کی مثال دی گئی ہے جس نے آگ جلائی اپنے ارد گرد کو روشن کیا اور جب اس آگ سے اسے فائدہ اٹھانے کا وقت ملا تو وہ آگ اس سے غائب ہوئی۔ اسی طرح یہ منافقین اپنی چالبازیوں سے

فائدہ اٹھاتے رہیں گے۔ اپنے کام کرتے رہیں گے۔ لیکن جب آخرت کا وقت آئے گا تو ان سے ان کے سب سہارے چھوٹ جائیں گے اور یہ اندھیرے میں بھٹکتے رہیں گے۔ جیسا کہ علامہ ابن جریر لکھتے ہیں:
''قتادہ نے بیان کیا ہے کہ جب منافق کلمہ پڑھتا ہے تو اس کے لیے دنیا میں روشنی ہو جاتی ہے وہ مسلمانوں سے اپنی جان و مال کو محفوظ کرنا ہے زکوٰۃ ، صدقات ، اور مال غنیمت کے فوائد حاصل کرتا ہے اور جب اس کو موت آتی ہے تو اسلام کے تمام ثمرات اور فوائد ختم ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ دل سے مسلمان نہ تھا۔ ''(54)
(اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْالَنْ تُغْنِیَ عَنْھُمْ اَمْوَا لُہُمْ وَلَآ اَوْ لَا دُھُمْ مِّنَ اللّٰہِ شَیْءًا ط وَ اُولٰٓءِکَ ھُمْ وَقُوْدُالنَّارِ ہ)(55)
(بے شک جن لوگوں نے کفر کیا انہیں اللہ کے عذاب سے نہ ان کے مال ہرگز بچاسکیں گے نہ ان کی اولاد اور وہی لوگ دوزخ کا ایندھن ہیں)

ربط ما قبل آیات:

مولانا عبدالمجید لدھیانوی آیت کا ماقبل آیات سے ربط بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس سے پہلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے احوال بیان فرمائے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ہدایت پر ثابت قدم رہنے کی دعا کرتے ہیں اور قیامت کے واقع ہونے اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنے پر یقین رکھتے ہیں۔ اب اس آیت سے کفار کے احوال کا ذکر شروع فرمایا کیونکہ ہر چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے اور قرآن مجید کا اسلوب ہے کہ وہ مومنوں کے بعد کافروں کا ذکر فرماتا ہے۔ اس آیت کی تفصیل یہ ہے کہ جن یہودیوں اور منافقوں نے نبی ﷺ کی نبوت کا انکار کیا اور اپنے دلوں کی کجی کی وجہ سے قرآن مجید کی آیات متشابہات کی خود ساختہ تاویلات کیں ان لوگوں کو قیامت کے دن اللہ کے عذاب سے کوئی نہیں بچا ئے گا اور ان کے پاس دنیا میں جو مال اور اولاد کی کثرت ہے وہ قیامت کے دن کسی کام نہیں آئیں گے۔ (56)

ربط ما بعد آیات:

(ما قبل آیات سے مذکور آیت کا ربط بیان کرنے کے بعدمولانا عبدالمجید لدھیانوی ما بعد آیت)وَالذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ ط کذَّبُوْا بِاٰ یٰتِنَا فَاَ خَذَ ھُمُ اللّٰہُ بِذُ نُوْ بِھِمْ ط وَاللّٰہُ شَدِیْدُ الْعِقَا بِ) (57)
(ان کا طریقہ بھی قوم فرعون اور ان سے پہلی اقوام کے طریقوں کی طرح ہے جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا تو اللہ نے ان کو ان کے گناہوں کے سبب پکڑ لیا اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے)
اس سے پہلے کافروں کو اللہ تعالیٰ کی آیات کی تکذیب میں ان کا ٹھکانہ دوزخ بتایا گیا تھا اور یہ بھی کہ ان کے مال اور ان کی اولاد ان کو ہر گز نہیں بچا سکیں گے اب یہ بتایا جا رہا ہے کہ جن لوگوں نے سیدنا محمد ﷺ کی رسالت کی ان کو پچھلی امتوں کے کافروں جن میں فرعون کا ذکر کیا گیا ہے کی طرح کیا ہے مثلاً جس طرح فرعون نے موسیٰ ؑ کی تکذیب کی تو وہ غرق ہوا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اسی طرح ان لوگوں کو بھی عذاب ملے گا اور ان کا ٹھکانہ بھی دوزخ ہے۔ (58)

فقہی مسائل بیان کرنے کا اسلوب:

قرآن مجید میں دیے گئے احکام الٰہیہ مثلاً عقائد، عبادات، معاملات، اخلاقیات اور معاشرت کے موضوعات پر فقہی مباحث کے ساتھوضاحت کی ہے اور ان فقہی مباحث کو بیان کرنے کا جوا سلوب اختیار کیا ہے ۔اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp:150-178
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

روزے کے متعلق احکام و مسائل کا بیان:

روزوں کے متعلق احکام و مسائل کی وضاحت تفسیر تبیان الفرقان میں اس طرح کی ہے قرآن پاک میں آیا ہے۔

روزوں کے فدیہ کا حکم :

وَ عَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْ نَہٗ فِدْ یَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ اس آیت کی تفسیرمولانا نے اس طرح کی ہے کہ جب رمضان شریف کے متعلق روزہ رکھنے کا حکم آیا تو لوگ روزہ رکھنے کے عادی نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو تدریجاً ان کو عادی بنایا پہلے یہ حکم دیا کہ تم روزہ رکھوپھر یہ حکم دیا کہ اگر تم روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے یا تمہاری طبیعت آمادہ نہیں ہے تو ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دیا کرو ، مسکین کا کھانا بطور فدیہ دینے سے اس کے ذمے سے یہ فرض ساقط ہو جائے گا ۔ لیکن بعد میں با اتفاق امت یہ سہولت صرف ان کے لیے ہے جو اتنے بوڑھے ہوں کہ روزہ کی استطاعت دوبارہ کبھی نہیں رکھ سکیں گے یا ایسا مریض جس کے تندرست ہونے کی امید نہ ہو وہ ہی صرف روزے کے قائم مقام فدیہ دے سکتے ہیں۔

الذین یطقونہ کی تحقیق میں مفسرین کی آراء:-

مولانا نے اپنے دلائل دینے کے بعد مختلف مفسرین کی آراء کو بھی شامل کیا ہے جیسا کہ علامہ ابو لحیان اندلسی لکھتے ہیں:

’’جو صحابہ ، فقہاء اور تابعین یہ کہتے ہیں کہ الذین یطقونہ سے مراد بوڑھے اور عاجز لوگ ہیں ان کے نزدیک یہ آیت منسوخ نہیں ہے بلکہ محکم ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ یہ آیت حاملہ اور دودھ پلانے والی کو شامل ہے کہ نہیں ‘‘(59)

اسی طرح علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں کہ:

’’جو بوڑھے روزے کی طاقت نہیں رکھتے یا جو بہت مشقت سے طاقت رکھتے ہوں وہ روزہ نہ رکھیں اور فدیہ کے وجوب میں اختلاف ہے ربیعہ اور امام مالک کے نزدیک ان پر فدیہ واجب نہیں ۔ (60)

علامہ ابولحسن ماوردی شافعی لکھتے ہیں کہ:

’’وعلی الذین یطیقونہ اس آیت کی تاویل یہ ہے کہ جو لوگ تکلیف اور مشقت سے روزہ رکھیں جیسے بوڑھے ، حاملہ اور دودھ پلانے والی یہ لوگ روزہ نہ رکھیں اور ایک مسکین کا کھانا فدیہ دیں ان پر قضا نہیں ہے۔ ‘‘(61)

علامہ ابن جوزی حنبلی لکھتے ہیں کہ:

’’عکرمہ سے مروی ہے کہ یہ آیت حاملہ اور دودھ پلانے والی کے متعلق نازل ہوئی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت ابن عباسؓ نے اس آیت میں یہ قرآت کی(جو مشکل سے روزہ رکھیں) اس سے بوڑھے لوگ مراد ہیں۔ ‘‘(62)

علامہ ابو بکر رازی جصاص حنفی لکھتے ہیں کہ:

’’جو لوگ مشقت اور صحبت سے روزہ رکھتے ہیں وہ روزہ رکھنے کی طاقت رکھنے والے نہیں ہیں وہ بھی روزے کے مکلف ہیں لیکن ان پر روزہ کے قائم مقام فدیہ ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ جو شخص پانی سے طہارت کرنے پر قادر نہ ہو وہ بھی پانی سے طہارت حاصل کرنے کا مکلف ہے لیکن اس کے لیے مٹی کو پانی کے قائم مقام بنا دیا گیا ہے ۔‘‘(63)

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp:150-178
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں کہ:
’’اکثر صحابہ اور فقہاء تابعین کے نزدیک پہلے روزہ کی طاقت رکھنے والوں کے لیے روزہ رکھنے اور روزہ نہ رکھ کر فدیہ دینے کا اختیار تھا۔ بعد میں یہ منسوخ ہو گیا۔(64)
علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں کہ:
’’حضرت ابن عباس نے فرمایا یہ آیت بوڑھے شخص کی رخصت کے لیے نازل ہوئی ہے اور اس لیے کہ روزہ رکھنا واجب ہے اور جب عذر کی وجہ سے اس سے روزہ ساقط ہو گا تو اس کے بدلہ میں قضا کی طرح کفارہ لازم آئے گا۔‘‘ (65)
حج کے متعلق احکام و مسائل کا بیان:
(وَ لِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَا عَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا)(66)
(اور اللہ کے لیے لوگوں کے ذمہ بیت اللہ کا حج کرنا ہے جو طاقت رکھتا ہے اس بیت کی طرف راستہ کی
(
حج کی فرضیت کی اہمیت بتائے ہوئے مولانا فرماتے ہیں کہ حج کا لفظی معنی ہوتا ہے قصد کرنا اور سرور کائنات ؐ نے اپنے عمل کے ساتھ اس کی وضاحت فرمائی ہے لیکن یہ حج ہر کسی کے ذمہ نہیں سوائے اس شخص کے جو اس کی قدرت رکھتا ہو اس کا حج تب اس پر فرض ہوتا ہے کہ وہ جب تک حج کر کے واپس آنے تک اپنے متعلقین جن کے خرچ کی ذمہ داری اس پر واجب ہے دے کر نہ جائے۔ اور اس کے علاوہ اس کی بدنی صحت بھی ضروری ہے اگر وہ اس قدراپاہج ہے کہ اٹھنے ، بیٹھنے سے بھی قاصر ہے تو اس پر بھی حج فرض نہیں ہے۔

حج کی استطاعت کے باوجود ادا نہ کرنا:

حج کی استطاعت کے باوجود حج ادا نہ کرنے والے کو کفر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ موصوف اس کی وضاحت
میں فرماتے ہیں کہ جس طرح جان بوجھ کر نماز چھوڑنا کفر ہے ۔اسی طرح قدرت کے باوجود حج نہ کرنا کفر کی علامت ہے اور یہ عملی کفر ہے حقیقی کفر نہیں۔ مزید وضاحت کے لیے مولانا حضورؐ کی یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ۔
’’حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ: آپ ؐنے فرمایا کہ جس کے اوپر حج فرض ہو گیا اور اس کو استطاعت حاصل ہے اور پھر وہ حج نہیں کرتا تو چاہے وہ یہودی ہو کر مریے چاہے وہ نصرانی ہو کر مرے اللہ کو کوئی پرواہ نہیں ہے‘‘۔ (67)
اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی استطاعت کے باوجود حج نہ کرے تو وہ اس کا انکاری اور انکار کی صورت میں حقیقی کفر آجائے گا پھر انسان حقیقت میں کافر بن جاتا ہے۔

حرمت شراب اور جواء کے مسائل بیان :-

(یَسْءَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِوَالْمَیْسِرِ ط قُلْ فِیْہِمَآ اِثْمٌ کَبِیْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ اِثْمُہُمَا اَ کْبَرُ مِنْ نَّفْعِہِمَا (68)
(یہ آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے منافع بخش ہیں اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے)

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp:150-178
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

مولانا عبدالمجید لدھیانوی یَسْءَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرکی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قرآن و حدیث میں خمر کے معنی پر غور کیا جائے تو خمر کے دو اطلاق ہیں یعنی یہ دو معنوں میں مستمل ایک خمر کا حقیقی معنی اور ایک خمر کا مجازی معنی ایک خمر کا اطلاق حقیقی ہے اور دوسرا مجازی ہے ۔ حقیقی خمر وہ ہے کہ جب انگور کا کچا پانی پڑا پڑا جوش مارنے لگ جائے اور سخت ہو جائے یعنی اس کے اندر قوت مسکرہ پیدا ہو جائے اور وہ اس حد تک کو پہنچ جائے کہ وہ نشہ پیدا کر ے اور جھاگ پھینکنے لگے۔ اور دوسرا خمر کا مجازی معنی ہے وہ خمر حقیقتاً نہیں لیکن خمر کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے اس کو بھی خمر کہا جاتا ہے اور مشابہت اس چیز میں ہے کہ جیسے خمر نشہ لاتی ہے اس طرح وہ چیزیں جن کو خمر مجازاً کہا گیا ان کی بھی اگر اتنی مقدار پی لی جائے کہ جس سے نشہ آجائے تو چونکہ وہ زیادہ مقدار میں پی لینے سے نشہ لاتی ہیں اس لیے ان کو بھی خمر مجازاً کہا گیا ہے خمر مجازی کی دو اقسام ہیں۔خمر مجازی کے پہلی قسم میں قلیل ہو یا کثیر اس کا پینا حرام ہے کیونکہ اس کا دارو مدار خمر کی ذات پر ہے ۔ چاہے کوئی اس کو تھوڑی مقدار میں پی لے یا زیادہ مقدار میں حرام ہے۔ اور جو خمر مجازی کی دوسری قسم ہے اس میں مقدار سکرسے اگر کم پی لے تو اس کا پینا جائز ہے۔ اور جو خمر حقیقی ہے اس کا حکم تو یہ ہے کہ یہ نجس ہے۔ جیساکہ: حدیث نبویﷺ میں ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے خمر پر لعنت فرمائی ہے اور خمر پینے والے پر، پلانے والے پر ، بیچنے والے پر ، خریدنے والے پر، خمر کو نچوڑنے والے پر، اس کو بنانے والے پر ، اور جس کے پاس لاد کر لائی جائے -(69) نجاست غلیظہ کے تحت جیسے قرآن پاک میں اس کا حکم بیان کیا گیا ہے '' رجس من الشیطن'' اگر یہ کپڑوں پر لگ جائے تو ان کپڑوں کے ساتھ نماز جائز نہیں ہوگی کیونکہ یہ بالکل حرام ہے اگر چہ یہ نشہ دے یا نہ دے دونوں صورتوں میں حرام ہے جیسا کہ خمر حقیقی کے بارے میں حدیث نبویؐ میں آیا ہے کہ: ''آپؐ نے فرمایا اس کی کثیر مقدار اور قلیل مقدار دونوں حرام ہیں''-(70) اسی طرح امام طحاوی روایت کرتے ہیں کہ:

''حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص خمر پیئے اس کو اسی کوڑے مارو ''(71)

اسی طرح خمر مجازی کی قسم جس کو نبیذ کہا جاتا ہے اس میں چونکہ نشہ کی کیفیت کم ہوتی ہے تو جب تک یہ نشہ نہ لائے اس کا پینا حلال ہے اور نبیذ کا پینا نبی کریمؐ سے بھی ثابت ہے جس کی مثال حضرت عمرؓ کے اس بیان سے ملتی ہے کہ:'' حضرت عمر نے حضرت ابو موسیٰ کی طر ف لکھا کہ شام سے ایک مشروب میرے پا س لایا گیا جب پکا یا گیا ۔ تو اس کے دو ثلث ختم ہو گئے تھے اور ایک ثلث باقی رہ گیا یعنی اس کا جو حرام حصہ تھا وہ ختم ہو گیا اور جو باقی رہ گیا وہ حلال ہے ''(72)

''وَالْمَيْسِرِ '' اس آیت میں دوسری چیز میسر ہے جس کے متعلق سوال کیا گیا ہے مولانا اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں 'مَيْسِرِ'' یہ مصدر ہے اور تقسیم کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ یاسر تقسیم کرنے والے کو کہتے ہیں۔ مولانا عبدالمجید کے مطابق : زمانہ جاہلیت میں مختلف قسم کے جوئے رائج تھے جن میں ایک قسم یہ بھی تھی کہ اونٹ ذبح کیا جاتا اور پھر ایک کے حصے کا قرعہ نکالتے تھے بعض کو ایک یا زیادہ حصے ملتے اور بعض بالکل محروم رہتے اور جو شخص محرو م رہتا وہ پورے اونٹ کی قیمت اداکرتا اور سارا گوشت فقراء میں تقسیم کر کے جوا کھیلنے والوں کی

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp:150-178
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

سخاوت نمایاں ہوتی تھی ۔اس لیے اس کو باعث فخر سمجھتے اور اس میں شریک نہ ہونے والے کو کنجوس کہتے تھے۔ اسلام کی ابتداء میں جیسے شراب حلال تھی اس طرح یہ جوا اور قمار بھی حلال تھا اور بعد میں قرآن پاک میں جس آیت کے اندر خمر کی مذمت بیان کی گئی ہے اسی آیت کے اندر میسر کی حرمت بھی بیان کی گئی ہے اور میسر کے حکم میں آج کل کی لائبریاں وغیر ہ بھی قمار کی قسمیں ہیں یہ سب حرام ہیں ۔''فِیْھِمَآ اِثْم'' کَبِیْر''''آپ کہہ دیجیئے کہ ان دونو ں میں بڑا گنا ہ ہے'ان دونوں میں بڑا گناہ کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے ارتکاب میں بڑا گناہ ہے اگر ان کے ارتکاب کو گناہ قرار دیا جائے تو ان کا ممنوع ہونایہیں سے نکل آئے گا حالانکہ اس آیت کے اترنے سے خمر اور میسر ممنوع نہیں ہوئے اس لیے اس کا مطلب یہ ہو گا کہ ان دونوں کے سبب سے بڑا گناہ لازم آتا ہے۔

رضاعت کے بارے احکام و مسائل کا استنباط

دودھ پیتے بچے کے بارے میں ماں پر ایک فرض یہ عائد ہوتا ہے اور جو خود اللہ تعالیٰ نے اس پر عائد کیا کہ وہ اسے دو سال دودھ پلائے اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ صحت و نفسیات کے تمام پہلوؤں کے پیشِ نظریہ بچے کے لیے ایک مثالی مدت ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں آیا ہے۔

(وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْ لَا دَھُنَّ حَوْلَیْنِ کَا مِلَیْنِ) (73)

(اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں گی)

بچے کو کو دودھ پلوا نا والد کی ذمہ داری ہے معاملہ خواہ کتنا ہی سخت ہو پھر بھی دودھ پلوانے کے سلسلے میں بچے کی والدہ ہی مناسب رہتی ہے ۔ کیونکہ جو پیار وہ بچے کو دے سکتی ہے کوئی اور عورت نہیں دے سکتی۔

ماں کے نان نفقہ کی ذمہ داری باپ پر ہے۔

ماں پرعائد کردہ اس فرض کے مقابل اللہ تعالیٰ نے بچے کے باپ پر یہ فرض عائد کیا ہے کہ وہ معروف طریقے پر بچے کی ماں کو کھانا کپڑا دے۔ بچے کے سلسلے میں باپ پر جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے ۔ باپ کی وفات کے بعد اس کے وارث کی طرف منتقل ہو جائے گی۔ اور ایسا ہی اس کے وارث کے ذمہ ہے۔ وارث ذمہ دار ہے کہ معروف کے مطابق حسن و خوبی کے ساتھ دودھ پلانے والی ماں کے کھانے کپڑے کا انتظام کرے۔

مدت سے قبل دودھ چھڑانا:

اگر ماں باپ اور باپ کے وارث یہ چاہیں کہ دو سال پورے ہونے سے قبل بچے کا دودھ چھڑا دیں صحت یا کسی اور بہتر کی وجہ سے تو ان پر کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ یہ فیصلہ باہمی رضامندی اور بچے کی بہتری کے سلسلہ میں ہو جیسا کہ:

(اور اگر دونوں باہمی رضامندی اور صلاح مشورے سے وقت سے پہلے بچے کا دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں)

اگر باپ چاہتا ہے کہ وہ اپنے بچے کو اجرت پر کسی اور دودھ پلانے والی کو اس کی اجرت پوری پوری ادا کرے اور اس سے اچھا سلوک کرے اور اگر تمہارا ارادہ اپنے بچوں کو کسی اور عورت سے دودھ پلوانے کا ہو تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں بشرطیکہ تمہیں جو کچھ دینا ہے اسے معروف طریقے سے ادا کردو۔ (74)

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp:150-178
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

سود کی مذمت کے احکام و مسائل کا بیان:

سود بھی شراب اور جوئے کی طرح ایک ایسی لعنت تھی جو عربوں کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی اس لیے اس

کو بھی بتدریج حرام کیا گیا ہے۔ صدقہ خیرات اور انفاق فی سبیل اللہ کی تاکید و ترغیب کے بعد قرآن مجید میں سود کا ذکر آیا ہے۔ قرآن مجید میں آیا ہے۔

(اَلَّذِیْنَ یَاْ کُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْ مُ الَّزِیْ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ط ذٰلِکَ بِاَ نَّھُمْ قَا لُوْ آ اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّ بٰوا م ۔)(75)

(جولوگ سود کھاتے ہیں نہیں اٹھیں گے مگر جیسا کہ اٹھتا ہے وہ شخص جس کوخبطی بنا دیا ہو شیطان نے لپٹ کر کر یہ اس سبب سے ہے کہ انھوں نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ بیع سود کی طرح ہے اور اللہ نے حلال ٹھہرایا ہے بیع کو اور حرام قرار دیا ہے سود کو)

مولانا عبدالمجید لدھیانوی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں'الرِّبٰوا' کے معنی بڑھنا اور زیادہ ہونے کے ہیں اسی سے مراد سود ہے ۔ سود فارسی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہوتا ہے نفع یہ لفظ قرآن مجید میں جس وقت اترا اس وقت جاہلیت کے اندر یہ لفظ متعارف تھا۔ اس وقت ربوا کی یہ صورت تھی کہ قرض دے کر زیادہ لینے کی شرط ٹھہرانا۔ مثلا دس روپے دے کر مہینے بعد گیارہ روپے وصول کرنا۔ پھر اگر وہ میعاد پر واپس نہ کرنا تو وہ پھر اس سود کو اور بڑھا لیتے اس لیے شرعی اصطلاح میں ربا کا مفہوم یہی ہے بلا عوض کہ نقد دے کر اس کے اوپر زیادتی بلا عوض لینا یہ سود کہلاتا ہے اور اس کے اوپر صراحتاً قرآن کریم میں انکار کیا گیا ہے۔ جیسا کہ: تفسیر ابن جریر میں ہے کہ جو رباء جاہلیت میں جاری تھا اور قرآن پاک میں اس سے منع کیا وہ یہ تھا کہ کسی کو ایک معیاد معین کے لیے قرض دے کر اس پر اصل راس مال سے زائد مقررہ زیادتی لیتے تھے اور اگر معیاد مقررہ پر وہ قرض ادا نہ کر سکا تو مزید معیاد اس شرط پر بڑھا دیتے تھے کہ سود میں اضافہ کیا جائے ۔ یہی مضمون حضرت قتادہ اور دوسرے آئمہ تفسیر سے نقل کیا ہے۔ (76)

سود کی چھے مختلف صورتیں اور ان کا حکم:

مولانا عبدالمجید لدھیانوی بیان کرتے ہیں بعض صورتیں جس کو جاہلیت کے زمانہ میں رواج حاصل نہیں تھا اور لوگوں کا ذہن ربا سے اس طرح منتقل نہیں ہوتا تھا سرور کائنات ؐ ربا کے مفہوم میں ان کا اضافہ کر دیا کہ اس کو صرف نقد اور قرض کے ساتھ خاص نہ ر کھا کرو بلکہ فرمایا کہ یہ چھے چیزیں یاد رکھو سونا، چاندی ، گندم، جو، کھجور ، نمک ان چیزوں کا تبادلہ جب بھی کرو برابر کرو نقد بنقدکرو اگر ایک طرف سے زیادہ ہو جائے گا اور ایک طرف سے کم ہو جائے گا تو یہ بھی سود میں شامل ہے۔

سود کی دیگر پیش آنے والی صورتوں کا حکم :

یہ چھے چیزیں جو حضورؐ نے بیان فرمائیں ان کے علاوہ علت کا استنباط کر کے ہر فقیہ نے اپنی اپنی جگہ اس کی تعمیم کی ہے اور یہ تعمیم جو ہوئی ہے وہ ان دیگر مشتبہ پیش آنے والی صورتوں کے بارے میں ہوئی ہے جیسا کہحضرت عمر فرماتے ہیں کہ:

’’حضورؐ دنیا سے تشریف لے گئے اور ہمارے لیے ابواب ربا کو واضح نہیں فرمایا اور ہمارے لیے اشتباہ باقی رہ گیا کیا ہی اچھا ہوتا کہ حضورؐ ان کی تفصیل بیان فرما دیتے‘‘(77)

ان مشتبہ چیزوں کے بارے میں مولانا ایک مثال بیان کر تے ہیں کہ چاول ہیں ائمہ اربعہ کے نزدیک سود میں داخل ہیں ان کا حکم دہی ہے جو گندم کا ہے لیکن چو نہ قلعی وغیرہ جو کھانے میں شامل نہیں سونے چاندی کا بھی مصداق نہیں کیا ان میں احناف کے نزدیک حکم ربا ہے مثلاً سیمنٹ کی ایک بوری دے کر دو وصول کرنا احناف کے نزدیک ربا کے حکم میں آتی ہیں۔

سود خور کا انجام:

سود کی مذمت کی وضاحت مولانا عبدالمجید لدھیانوی حدیث نبویؐ سے کرتے ہیں کہ:’’حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ؐنے فرمایا کہ سود کی ستر درجے ہیں اور سب سے نچلا درجہ ایسے ہے جیسے کوئی شخص اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے‘‘۔(78)

مولانا نے نہایت ہی پر اسلوب اور واضح انداز میں فقہی مسائل کا بیان فقہی اصولوں کو مد نظر رکھ کر سادہ اور عام فہم اندا ز میں بیان کر دیا ہے جس سے احکام ان میں بیان کردہ مسائل اور ان کے حلال و حرام ، فرض ، مستجب، مکروہ ہونے، جائز یا نا جائز کی وضاحت قارئین کو سمجھنے میں کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی اور نہ کسی حکم کی وضاحت سمجھنے میں کوئی ابہام ہوتا ہے۔

عصری مسائل بیان کرنے کا اسلوب:

عصر حاضر میں موجودہ انسانی زندگی تغیرات و ترقیات سے اثر قبول کرنے والی اور نئے نئے سوالات اور ان کی تشفی بخش جوابات کی منتظر و محتاج ہے ۔دوسری طرف اسلام اللہ تعالیٰ کا آخری دین ہر زمانے کی ضروریات کا پورا کرنے والا اور اس کے تغیرات اور انقلاب کے مقابلے کی صلاحیت رکھنے والا اور ہر بدلے ہوئے زمانہ میں نہ صرف امت مسلمہ بلکہ نسل انسانی کی راہنمائی کی نہ صرف قابلیت رکھنے والا بلکہ نئے نئے مسائل و مشکلات اور تحریفات کا مقابلہ کرنے والا اور ان آزمائشوں اور مشکلات میں نسل انسانی کو راہ راست دکھلانے والا اور ان آزمائشوں میں بھی امت کو اپنے دائمی اصولوں اور ہدایت ربانی پر قائم رکھنے کی طاقت عطا کرنے والا ہے۔

موجودہ جمہوریت کے مسائل:

موجودہ دور میں جمہوریت کے مسائل بیان کرتے ہوئے مولانا فرماتے ہیں :آج کل کی جمہوریت یہ ہے ۔جس میں تمام لوگ بصیرت نہیں رکھتے جو سمجھتے نہیں کہ کیا چیز اچھی ہے اور کیا چیز اچھی نہیں ۔ان کا وزن ڈالنے کی ضرورت نہیں آج کل کی جمہوریت میں اور اسلامی جمہوریت میں فرق یہ ہے کہ اسلام اپنے نظام کا نام شرعی نظام رکھتا ہے اور آج کل جو مغربی جمہوریت ہے اس میں ہر ایرے غیرے کو ووٹ دینے کا حق ملتا ہے یہ موجودہ جمہوری طرز ہے اس سے بھاگو اس کی وجہ یہ ذکرکی کہ اس میں لوگوں کو گنا جاتا ہے ۔ان کا وزن نہیں کیا جاتا کہ وزن دار شخص کون ہے ؟کس کی بات وزنی ہے ؟جیسے تفسیر ابن کثیر میں آیا ہے:

’’یہاں لوگوں کو گنتے ہیں لوگوں کا وزن نہیں کرتے اور پھر یہ بھی کہا کہ کسی پختہ کار کے متبع ہو

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp:150-178
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

جاؤ اوراس کی جمہوری طرز سے بھاگ جاؤ کیونکہ ایک انسان کا فکر دوسو گدھوں کے دماغ میں نہیں آسکتا ''(79)

اسلامی تہذیب پر مغربی تہذیب کے اثرات :

موجودہ دور میں مسلمانوں نے مغربی تہذیب کو اختیار کرکے اسلامی تہذیب پر اس کے برے اثرات مرتب کر دیئے ہیں اس لیے مسلمانوں کے لیے یہ ایک فکری لائحہ عمل ہے ۔ مسلمان یورپ اور امریکہ کی مادی ترقی پر فریفتہ ہو رہے ہیں اپنی پاکیزہ ثقافت اور خوبصورت تمدن کو مغربی تہذیب کی کنیز بنانے پر مصر ہیں ان کے ادنی اشارے پر اپنی سیاست کو رنگ دے دیتے ہیں اور مغرب کی اس کورانہ تقلیدکا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ہماری معاشیات سرمایہ داری نظام کے قابل میں ڈھل گئی ہے ۔چند خاندان امیر بن گئے ہیں اور باقی ساری قوم قلاش ہوگئی ہے۔ پہلے لندن اور واشنگٹن ہمارا مرکز عقیدت تھا اب ماسکو ہمارا قبلہ حاجات بنتا جا رہا ہے اور حالات بتا رہے ہیں کہ ہمارے موجودہ قائدین ہمیں سوشلزم کی دلدل میں پھنسا کر دم لیں گے ۔ کاش کوئی مرد دانا ان نازک لمحوں میں ہمیں قرآن کریم کے بتائے ہوئے نظام پر عمل پیرا کر دیتا اور اسلام کا وہی نظام جسے رحمت عالم ﷺ نے عرب کے جہنم زار میں نافذ کرکے اسے رشک فردوس بنادیا تھا ۔اگر ہم بھی ایسا کرتے تو اللہ تعالیٰ ہماری کشتی کو بھی ساحل آشنا کر دیتا ۔ہم کب تک درویزہ گر بنے در در کی ٹھوکریں کھاتے رہیں گے اور اپنے نبی برحق کے دامن کو چھوڑ کر اغیار کے سایہ دیوار میں پڑے رہیں گے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اس انقلاب کے لیے ضروری ہے کہ قوم میں فکری اتحاد ہو اور قیادت اتنی جاندار ہو کہ نور ایمان سے مالامال ہو کہ مخالفین کی غوغا آرائی میں قرآن پاک کی اس آیت پر (وَلَا تَتَّبِعْ أَہْوَاء الَّذِیْنَ لاَ یَعْلَمُونَ۔) (80) (اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کریں جو بے علم ہیں) پر سب مسلمان عمل پیرا ہوں۔ (81)

نکاح اور طلاق کی حکمتیں :

مولانا عبدالمجید لدھیانوی بحیثیت مفسر نکاح اور طلاق کے مسائل کو عصر حاضر کے مسائل میں قدرے اہم سمجھتے ہیں انہوں نے نکاح اور طلاق کی حکمتیں اور ضوابط مقرر کیے ہیں کہ اس دنیا کی آبادی کے لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت کی رعایت رکھتے ہوئے مرد و عورت کو آپس میں جوڑاہے یعنی مرد کا رجحان عورت کی طرف اور عورت کا رجحان مرد کی طرف یہ فطری چیز ہے جس طرح تمام حیوانات میں نر کا رجحان مادہ کی طرف اور مادہ کا رجحان نر کی طرف ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوق بنایا تو ان کے لیے ایک نہایت مہذب قاعدہ بنادیا اور اس کے اوپر کچھ پابندیاں عائد کر دیں۔ (82)

مزید فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ قاعدے اور ضابطے بنائے اور نکاح کو صرف دنیاوی معاملہ نہیں قرار دیا بلکہ اس کے اندر عبادت کا معنی بھی پیدا فرما دیا ۔ کیونکہ جمہوریت کے نزدیک نکاح بھی ایک عبادت کا شعبہ ہے اس لیے نکاح کرنا عبادت ہے اور یہ سرورکائنات ﷺ کی سنت ہے جیسا کہ فرمان نبوی ہے

''حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ جو شخص خدا سے پاک صاف ہو کر ملنا چاہے وہ آزاد عورت سے نکاح کرے'' (83)۔

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp:150-178
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

قرآن مجید میں ہے:
(اَطّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِ مْسَاکٌ م بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌ م بِاِحْسَانٍ) (84)
(طلاق دو مرتبہ ہے پھر روک لینا ہے اچھے طریقے سے یا رُخصت کردینا ہے اچھے طریقے سے)
مولانانے نکاح اور طلاق کے جو ضابطے بتائے ہیں وہ یہ ہیں ۔
1۔ پہلا ضابطہ یہ ہے کہ نکاح خفیہ نہیں ہو سکتا یہ علی الاعلان کرنا پڑتا ہے اور اس میں دو گواہوں کی موجودگی ضروری ہے۔
2۔ دوسرا ضابطہ یہ ہے اور اگر ان کے درمیان تعلقات کشیدہ ہو جائیں تو طلاق کے ذریعے ان میں علیحدگی ضروری ہے لیکن اس کو اسلام میں ناپسندیدہ بھی قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ ہے۔
’’حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بعض چیزیں حلال ہیں اور ان میں سے سب زیادہ قابل نفرت چیز طلاق ہے‘‘ (85)
مزید اس سلسلے میں تفسیر مظہری سے حوالہ دیتے ہیں کہ:
’’تفسیر مظہری میں آیا ہے طلاق کی نوبت اس وقت نہ آنے دو جب تک ناقابل برداشت صورت پیدا نہ ہو جائے کیونکہ شریعت آپس میں جوڑنا چاہتی ہے توڑنا نہیں چاہتی‘ ‘ (86)

موجودہ معاشرتی مسائل کے حل میں عدل و انصاف کا قیام :

مولانا عبدالمجید لدھیانوی معاشرتی مساوات کے قیام میں عدل و انصاف کے قیام کو ضروری سمجھتے ہیں ۔ عصر حاضر میں نا انصافی کی وجہ سے لوگوں کے حقوق تلف کر دیئے جاتے ہیں کچھ لوگ نا انصافی کی وجہ سے سڑکوں پر آگئے ہیں ۔ مقدمات کے فیصلوں میں تمام انسان برابر ہیں چاہے وہ مسلمان ہو ں یا غیر مسلم ۔ دوست ہوں یا دشمن اپنے ہوں یا پرائے۔ ہم وطن ہوں یا غیر ہم وطن فیصلہ کرتے ہوئے اپنوں کی رعایت نہیں رکھنی چاہیے ۔بلکہ ان تمام قیود سے بالاتر ہو کر بحیثیت انسان ہونے کے تمام لوگ برابر ہیں عدل و انصاف کو قائم رکھتے ہوئے حق کے مطابق فیصلہ کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی تاریخ میں انصاف کو قائم رکھتے ہوئے مسلمانوں کے مقابلے میں غیر مسلموں کے حق میں بھی فیصلے کئے گئے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:
(وَ اِذَ ا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّا سِ اَنْ تَحْکُمُوْ ا بِا لْعَدْلِ) (87)
(اور جب تم فیصلہ کرو لوگوں کے درمیان تو فیصلہ کیا کرو عدل کے ساتھ)
مولانا عبدالمجید لدھیانوی اس آیت کے ضمن میں فرماتے ہیں ۔اگر دنیا سے انصاف ختم ہو جائے تو کہیں بھی امن قائم نہیں رہ سکتا امن تب ہی قائم ہوگا جب انصاف ہوگا بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم امراء و حکام کو ہے کیونکہ انصاف قائم کرنے کی زیادہ ذمہ داری ان پر ہوتی ہے لیکن پھر یہ حکم ان تمام لوگوں کو بھی جن کے پاس کسی بھی درجہ میں لوگ فیصلہ کرانے کے لیے آتے ہیں کہ جب بھی فیصلہ کریں اور فیصلہ کرتے ہوئے اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ فیصلہ قرآن و حدیث کے مطابق ہو جو فیصلہ قرآن و حدیث کے خلاف ہوگا وہ ظلم ہے قرآن مجید میں بار بار انصاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور حدیث میں بھی جیسا کہ بخاری شریف میں آیا ہے:
’’حضرت ابو بکرؓ نے سجستان میں اپنے بیٹے کی طرف خط لکھا کہ تم دو آدمیوں کے درمیان غصہ کی

حالت میں فیصلہ نہ کرنا کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ کوئی شخص غصہ کی حالت میں دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ نہ کرے۔ (88)

مولانا عبدالمجید لدھیانوی کے خیالات سے ظاہر ہے کہ شریعت میں بھی اللہ تعالیٰ ہم سے عدل چاہتا ہے اور معاشرتی حالات بھی اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ موجودہ معاشرتی مسائل کے حل میں عدل و انصاف کا قیام ضروری ہے ۔ قوموں کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے اورکہ قوموں سے مطالبہ یہی ہے کہ اس عدل واعتدال کے ساتھ رہیں لیکن جو قومیں اس نکتہ کو چھوڑ دیتی ہیں اور بے اعتدالی اختیار کر لیتی ہیں تو ان کو ڈھیل دی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہات آتی ہیں لیکن اگر وہ باز نہیں آتیں تو پھر اللہ تعالیٰ ایسی بے اعتدالی اور بد نظمی کو برداشت نہیں کرتا ۔ انسان کو چونکہ اس نے مختیار بنایا لیکن پھر بھی عدل کا قانون توان کو دیا ہے اور اس کے اوپر چلنے کی تلقین کی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ بدلتی ہوئی ضروریات، نفسیاتی تقاضوں اور بگڑتے ہوئے معاشرتی حالات کو بہتر بنانے میں عدل و انصاف کا قیام ضروری ہے۔

عصر حاضر میں باہمی تعاون کی اشد ضرورت ہے:

عصر حاضر میں بڑھتے ہوئے جدید مسائل کے تحت انسان اس دنیا کے اندر جو زندگی گزارتا ہے اس میں ایک دوسرے کے ساتھ باہمی تعاون کی ضرورت ہے جس وقت تک ہم آپس میں ضروریات کو پوارا کرنے کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور اعانت نہیں کریں گے کوئی شخص بہتر طریقے سے زندگی نہیں گزار سکتا ۔ اس ضمن میں مولانا عبدالمجید لدھیانوی یہ دلیل بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کا جو مزاج بنایا ہے جو تمدن کو چاہتا ہے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہنے کو چاہتا ہے جیسا کہ جنگل میں جانور پیدا ہوتے ہیں تو اپنے طور پر گھاس چرتے ہیں اور اپنے طور پر گھونسلہ خود بناتے ہیں اور اپنا گھر وغیرہ کھود کر بیٹھ جاتے ہیں اور ان کو کسی دوسری چیز کا احتیاج نہیں ہے ۔ لیکن انسان کی طرز معاشرت ایسی ہے آپ اندازہ کریں کہ صرف روٹی کے لیے آپ کو کتنے لوگوں کے تعاون کی ضرورت ہے مثلاً زمین ہے اس کے اندر بیج بونے ہل چلانے سے ہی اس میں پیداوار نکلتی ہے۔ اسی طرح بہت سارے دوسرے کام کرنے والے بڑھئی ، لوہار، موچی سب کو ایک دوسرے کے تعاون کی ضرورت ہوتی ہے اور اسی طرح اناج کا ایک دانہ جو ہم بوتے ہیں پھر اس کو پانی دیتے ہیں اور کاٹتے ہیں تو اس میں کوئی ایک اکیلا آدمی کام نہیں کرسکتا بلکہ اس میں دوسروں کے تعاون کی ضرورت ہوتی ہے ۔ اس لیے تو قرآن پاک میں کہا گیا ہے ’’تعاونو‘‘ ’’ایک دوسرے کی مدد کیا کرو‘‘۔ (89)

عصر حاضر کے وکلاء اور عدالتی نظام : ۔

قرآن پاک میں ہے:

(وَاِنْ حَكَمْتَ فَا حْكُمْ بَيْنَهُمْ بِا لْقِسْطِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ) (90)

(اور اگر اب ان کے درمیان فیصلہ کریں تو پھر ان کے درمیان فیصلہ انصاف کے ساتھ کریں)

تبیان الفرقان میں تفسیری اصطلاحات کے ساتھ ساتھ عصری مسائل بھی بیان کیے گئے ہیں جن میں ایک مسئلہ ہمارا آج کل کا عدالتی نظام ہے جس کے بارے میں ان کے خیالات پیش کیے جا رہے ہیں ۔ان کے مطابق ہمارے وکلاء کا طبقہ جو آج کے زمانے میں ہے اس کی بنیاد اگرچہ کتنی ہی بہتر اور بنیادی

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp:150-178
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

نظریات پر رکھی گئی ہو لیکن حقیقت یہ ہے کہ آج اس طبقے کے اندر جھوٹ کا بیوپار ہوتا ہے جو بھی مقدمہ اس کے پاس جاتا ہے یہ سنتے ہیں مدعی کو خود بتاتے ہیں کہ یہ بات اپنی زبان سے نہ نکالنا ورنہ پھنس جاؤ گے۔ اسی طرح یہ جھوٹی پٹیاں پڑھا کر ان مظلوموں کو عدالت میں لے جاتے ہیں ا ور پھر وہاں حکام ایسے بیٹھے ہوتے ہیں جو انصاف کے بیو پاری ہیں اور وہاں بغیر رشوت کے کسی کی بات ہی نہیں سنتے ۔ آج کل کے یہ قانون دان جن کی مجلس میں صبح سے لے شام تک سوائے اس جھوٹ سازی کے ، جھوٹ سکھانے ، جھوٹ بولنے اور جھوٹے فیصلے کروانے کے بعد کوئی کام ہوتا ہی نہیں ہے۔ جھوٹے وکلاء کو شیطان سے تعبیر دیتے ہیں کہ جس دن یہ وکیل پیدا ہوئے تو شیطان خوش ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی اولاد دے دی اور وہ خوش ہوگیا کہ میرے جانشین آگئے وہ اس لیے کہ وہ انصاف کا خون کرتے ہیں حق چھپاتے ہیں غلط بیانی کرتے ہیں تو حاکم اگر منصف بھی بیٹھا ہو تو ان کی کاروائیوں کے بعد وہ صحیح فیصلہ نہیں کر سکتا ۔کیونکہ اس کے سامنے تو واقعہ جیسے آنا ہے اس نے ویسا ہی فیصلہ کرنا ہے پھر اس قوم کے اندر انصاف کیسے قائم ہو سکتا ہے۔ تو وہی اسرائیلیوں والی بیماری جس وقت ہماری قوم کے اندر آگئیں تو قوم کے اندر نظم برباد ہو تا جا رہا ہے۔ (91)

خواتین کی امامت کا مسئلہ:

مولانا عبدالمجید لدھیانوی نے اپنی تفسیر میں جو عصری مسائل ذکر کئے ہیں ان میں سے ایک مسئلہ نماز کی جماعت کے مسائل میں سے عورتوں کی جماعت کاہے کہ عورتوں کو باجماعت نماز کی امامت کرنی چاہیئے یا نہیں۔ ان کے بارے میں مذاہب فقہاء نے الگ الگ دلائل دیے ہیں مولانا عبدالمجید خواتین کی امامت کے مسئلے میں حدیث نبوی ﷺ بیان کرتے ہیں۔ امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں کہ :

’’عبدالرحمن بن قلاد ہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام ورقہ سے ملنے ان کے گھر جاتے تھے اور ان کے لیے ایک مؤذن مقرر کیا تھا جو ان کے لیے اذان دیتا تھا اور آپ نے حضرت ام ورقہ کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنے گھر والوں کو نماز پڑھائیں عبدالرحمن کہتے ہیں میں نے ان کے مؤذن کو دیکھاوہ ایک بوڑھا شخص تھا‘‘ (92)

اور دوسری حدیث سے اس طرح وضاحت کی ہے۔

امام بیہقی روایت کرتے ہیں کہ: ’’میری دادی نے حضرت ام ورقہ بنت عبداللہ بن الحارثؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ام ورقہ سے ملاقات کے لئے جاتے تھے اور انہوں نے قرآن پاک حفظ کیا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ جب غزوہ بدر کے لیے گئے تو حضرت ام ورقہ نے عرض کیا مجھے بھی اپنے ساتھ جانے کی اجازت دے دیں میں زخمیوں اور مریضوں کی دیکھ بھال کروں گی ۔شاید اللہ تعالیٰ میرے لیے بھی شہادت منظور کر دے آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے شہادت مقدر کر دی ہے اور آپ ﷺ نے ان کا نام شہیدہ رکھ دیا اور نبی کریم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے گھر والوں کو نماز پڑھائیں۔ انہوں نے اپنی ایک باندی اور غلام کو مدبر کر دیا تھا ۔ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں ان دونوں نے حضرت ام ورقہ کو قتل کر دیا وہ دونوں قتل کرکے بھاگ گئے اور پکڑے گئے اور ان کو پھانسی دی گئی اور یہ پہلے لوگ تھے جن کو مدینہ میں پھانسی دی گئی اس وقت حضرت عمرؓ نے کہا رسول ﷺ نے سچ فرمایا تھا کہ چلو ہم شہیدہ کی زیارت کریں‘‘۔ (93)

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp:150-178
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت امامت کراسکتی ہے لیکن وہ امام کی طرح نہیں بلکہ جماعت کی صف کے درمیان میں کھڑی ہو کر کراسکتی ہے۔

برائی سے ممانعت کی تعزیر اور تادیب:

قرآن مجید میں ہے ۔

(وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْ عُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْ مُرُوْنَ بِاَ لْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ) (94)

(اور تم میں سے ایسے لوگوں کی ایک جماعت ہونی چاہیے جو اچھائی کی طرف بلائیں اور نیک کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے منع کریں)

عصر حاضر کے مسائل جو تبیان الفرقان میں بیان کئے ہیں ان کے حل میں اس قرآنی آیت کا حوالے دیتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ تقوی اور اتفاق یہ دو چیزیں مسلمانوں کے اندر موجود ہونی چاہیں عداوت اور دشمنی کی وجہ سے جو نقصان دشمن کی ریشہ دوانیاں، خفیہ سازشیں جن کی وجہ سے مسلمانوں کے اندر پھوٹ پیدا ہو رہی ہے تو ان میں ایک طبقہ ایسا موجود رہنا چاہیئے جو اہل ایمان کو خیر کی دعوت دیتے رہیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہیں اس دین اسلام کی اشاعت کا ذریعہ بنیں اور اس امر بالمعروف کے مختلف درجات ہیں جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ ہے کہ:

’’حضرت ابو سعید بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’تم میں سے جس شخص نے برائی کو دیکھا اور اپنے ہاتھ سے برائی کو مٹائے اور اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنی زبان سے اس کو مٹا ئے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو دل سے اس کو برا جانے اور یہ سب سے کمزور درجہ کا ایمان ہے‘‘ (95)

جو احکام ظاہر اور مشہور ہیں مثلاً نماز ، روزہ کی فرضیت جھوٹ، قتل ، زنا اور چوری وغیرہ کی حرمت ان کا علم ہر مسلمان کو ہے اور ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ نماز نہ پڑھنے اور جھوٹ بولنے پر ٹوکے اور نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے اور احکام شرعیہ جن کا تعلق اجتہاد سے ہے عام لوگوں کا ان میں دخل نہیں ہے اور نہ وہ اس میں انکار کرسکتے ہیں مثلاً روزہ میں انجیکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں۔ ٹیلیفون پر نکاح ہوتا ہے یا نہیں ، اعضاء کی پیوند کاری انتقال خون وغیرہ جو مسئلہ اجتہادی اور مختلف فیہ ہو مثلا کسی کسی مجتہد کے نزدیک جائز اور کسی کے نزدی ناجائز ہی کیوں نہ ہو ایسی صورت میں بھی عالم کو چاہئے کہ وہ اس کو ٹوکے تاکہ وہ ایسی صورت پر عمل کرے جس میں کسی مجتہد کا اختلاف نہ ہو (96)

اسی طرح برائی سے روکنے کے لیے تادیب اور تعزیر کے مراتب کا حوالہ موصوف قرآن پاک کی اس آیت سے دیتے ہیں۔

(يٰاَ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْ ا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّ كُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا ا هْتَدَ يْتُمْ) (97)

(اے ایمان والو تم اپنی جانوں کی فکر کرو جب تم ہدایت پر ہو تو کوئی گمراہ تم کو نقصان نہ پہنچا سکے گا)

یہ آیت اس چیز پر دلالت کرتی ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے دو حال ہیں ایک حال وہ ہے جس میں برائی کو بدلنا اور اس کو مٹانا ہے اور دوسرا یہ کہ اگر تم اس برائی کو مٹانے میں کچھ بھی نہیں کر سکتے تو خود اس سے دور رہو۔

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp:150-178
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

حواشی و حوالہ جات

1-عمیر شاہین ،حیات حکیم العصر ،مکتبہ محمدیہ ،میلسی 2015ء،ص29
2- منیر ریحان ،سوانح استاذ جی ،مکتبہ المجید ،کہروڑپکا2015ء، ص23
3- ایضاً،ص25
4-ایضاً،ص29
5- منیر ریحان ،سوانح استاذ جی ،ص37
6- ایضاً، ص31
7- ماہنامہ الخیر ،کلمۃ الخیر ، شمارہ نمبر1،خیر المدارس ملتان فروری2015ء ص4
8- ایضاً،ص4
9- اللہ وسایا ،لولاک حکیم العصرنمبر،عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان2015ء ص36
10- عمیر شاہین ،حیات حکیم العصر ،ص66
11- منیر ریحان ،سوانح استاذ جی ،ص59
12- اللہ وسایا ،لولاک حکیم العصرنمبر ،ص169
13- منیر ریحان ،سوانح استاذ جی ،ص51
14- ایضاً،ص53
15- عمیر شاہین ،حیات حکیم العصر ،ص118
16- لدھیانوی ،عبدالمجید ،مولانا ،تبیان الفرقان،مکتبہ شیخ لدھیانوی ،کہروڑ پکا ضلع لودھراں 1434ھ ج3،ص28
17-ایضاً،ج8،ص38
18-منیر ریحان ،سوانح استاذ جی ،ص279
19-لدھیانوی، عبدالمجید مولانا، تبیان الفرقآن، ج ا ، ص 191
20- ایضاً، ج5، ص 175
21- الفاتحہ:6
22-النساء:69
23- آل عمران:64
24- المائدہ:5
25- لدھیانوی ، عبدالمجید ، مولانا، تبیان الفرقان، ج 2 ، ص 129
26- المائدہ:38
27- النور:2
28- لدھیانوی ، عبدالمجید ، مولانا، تبیان الفرقان ، ج 3، ص 145
92- البقرۃ:34
30- الاعراف:12
31- لدھیانوی ، عبدالمجید ، مولانا، تبیان الفرقان ، ج 1، ص 154

32- الشعراء:62
33- لدھیانوی ، عبدالمجید ، مولانا، تبیان الفرقان ، ج 7، ص 65
34- التوبہ:40
35- لدھیانوی ، عبدالمجید ، مولانا، تبیان الفرقان ، ج7 ، ص 66
36- الجن:25
37- التبریزی ،ولی الدین ، امام ،محمد بن عبداللہ ، ولی الدین اما م ،مشکوۃ المصابیح، اصح المطابع ، طبع دہلی(س-ن)
38- النساء:58
39- لدھیانوی، عبدالمجید ، مولانا، تبیان الفرقان، ج 1 ،ص 63
40- بخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبداللہ ، صحیح بخاری، دارابن کثیر الیمامہ ، بیروت 1407ھ ،ج 1، ص 91
41- الاحقاف:15
42- التبریزی،امام، محمد بن عبداللہ، ولی الدین ، امام، مشکوۃ المصابیح، باب الآداب ص 444
43- التبریزی، محمد بن عبداللہ، ولی الدین ،امام، مشکوۃ المصابیح، ص 442
44- السیوطی ، جلال الدین،حافظ، تفسیر جلا لین، اردو بازار ایم اے جناح روڈ ، کراچی، 2008ص 425
45- التبریزی، محمد بن عبداللہ ،ولی الدین ، امام،مشکوۃ المصابیح ،باب کتاب الامارۃ وا لقضاء ،ص 335
46- الحشر:9
47- بخاری، محمد بن اسماعیل ، ابو عبداللہ، صحیح بخاری، باب فضائل الصحابہ ص 567
48- بخاری، محمد بن اسماعیل ، ابو عبداللہ، صحیح بخاری، باب فضائل الصحابہ ص 567،ص 587
49- الطور:7
50- امام حاکم ،نیشاپوری، المستدرک الحاکم ، مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ (س-ن) ج 1 ص 356
51- البقرۃ:6
52- البقرۃ:8
53- البقرۃ:17
54- لدھیانوی ، عبدالمجید، مولانا، تبیان الفرقان، ج 1 ،ص 102
55- آل عمران:10
56- لدھیانوی ، عبدالمجید ، مولانا، تبیان الفرقان، ج 2 ، ص 43
58- آل عمران:11
59- لدھیانوی ، عبدالمجید ، مولانا، تبیان الفرقان،ج 2 ، ص 49
60- اندلسی، ابوالحیان ، محمد بن یوسف، علامہ،البحرالمحیط، مطبوعہ دارالفکر بیروت1412ھ ج2،ص289
61- قرطبی ، محمد بن احمد ، الجامع الاحکام القرآن ، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، 1387ھ ج2،ص190

62- ماوردی شافعی، ابوالحسن علی بن محمد ، علامہ، النکت والعیون، دارلکتب العلمیہ بیروت (س-ن)ج1،ص 177
63- ابن جوزی، ابوالفرج، عبدالرحمن، علامہ، زاد المسیر، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت1407ھ ج 1،ص86
64- جصاص، احمد بن علی رازی، ابوبکر، امام، احکام القرآن، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور1400ھ ج 1، ص171
65- آلوسی، شہاب الدین محمود، علامہ، روح المعانی، مطبوعہ دارالاحیاء التراث العربی بیروت، (س-ن) ج2، ص59
66- ابن قدامہ ، موفق الدین عبداللہ بن احمد ، المغنیٰ ، مطبوعہ دارالفکر بیروت 1405ھ ج3،ص38
67- آل عمران:97
68- التبریزی، محمد بن عبداللہ، ولی الدین ، امام، مشکوۃ المصابیح باب کتاب المناسک، ج 1، ص 224
69- البقرہ:219
70- ابو داؤد، سلیمان بن اشعت سجستانی، سنن ابی داؤد، مطبوعہ، مجتبائی پاکستان لاہور (س-ن) ج 2، ص161
71- نسائی، احمد بن علی شعیب ،ابو عبدالرحمن ، سنن نسائی، ج 2 ص 276
72- طحاوی ، ابو جعفراحمد بن محمد ، شرح معانی الآثار ، مطبوعہ مجتبائی پاکستان لاہور1404ھ ج3، ص91
73- عسقلانی، شہاب الدین ابن حجر،حافظ ، فتح الباری مطبوعہ دارالنشرالکتب اسلامیہ لاہور1401ھ ج1، ص338
74- البقرہ:233
75- لدھیانوی ، عبدالمجید ، مولانا، تبیان الفرقان، ج 1،ص 683
76-البقرہ:275
77- ابن جریر، ابو جعفر، جامع البیان، مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت 1409ھ ج3، ص62
78- التبریزی، محمد بن عبداللہ، ولی الدین ، امام، مشکوۃ المصابیح ، ص244
79- لدھیانوی ، عبدالمجید ، مولانا، تبیان الفرقان مکتبہ شیخ لدھیانوی2015ء کہروڑ پکا ، ضلع لودھراں 1434ھ، ج1، ص775
80- ابن ماجہ ، محمد بن یزید، ابو عبداللہ ، امام ، سنن ابن ماجہ، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی(س-ن) ص165
81- ابن کثیر ، ابو الفداء ، عماد الدین، اسماعیل بن عمر، تفسیر ابن کثیر ،مقبول اکیڈمی لاہور ،1987ء، ج 1، ص 420
82- الجاثیہ:18
83- لدھیانوی ، عبدالمجید ، مولانا، تبیان لفرقان، ج 2، ص 176
84- نسائی، احمد بن علی شعیب،ابو عبدالرحمن، حافظ، سنن نسائی، باب النکاح، دارالمعرفۃ بیروت ،

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 4 (1) Jan-March, 2018 pp:150-178
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

1420ھ ج 2 ،ص 58
85- البقرہ:229
86- التبریزی، محمد بن عبداللہ،ولی الدین، امام ، مشکوۃالمصابیح ، مطبوعہ اصح المطابع ، دہلی
87- پانی پتی ، محمد ثناء اللہ قاضی ، التفسیر المظہری، بلوچستان بک ڈپو 1983ء
88- النساء:58
89- بخاری ،محمد بن اسماعیل ، ابو عبداللہ ، صحیح بخاری ،دارا بن کثیر الیمامہ، بیروت1407ھ، ج1، ص92
90- لدھیانوی ، عبدالمجید، مولانا ، تبیان الفرقان ، ج2، ص180
91- المائدہ:42
92- لدھیانوی، عبدالمجید، مولاناتبیان الفرقان ج3، ص161
93- ابو داؤد ، سیلمان بن اشعت سجستانی، سنن ابی داؤد،مطبوعہ مجتبائی پاکستان لاہور 1404ھ ج 1، ص87
94- نسائی ، ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب، سنن کبریٰ، مطبوعہ ، دارالکتب العلمیہ بیروت 1411ھ ص365
95- آل عمران:104
96- مسلم ،ابوالحسین، مسلم بن حجاج، امام، صحیح مسلم، دارالفکر بیروت لبنان (س ،ن) ج 1، ص 51
97- لدھیانوی ، عبدالمجید ، مولانا ، تبیان الفرقان ، ج 2،ص 175